لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۴ و ۲۰ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱ جمادی الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, April 9, 1913.

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْن (القرآن الحکیم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان للتلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱ و ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ١٤ · ١٥

Calcutta: Wednesday, April 9 and 16, 1913.

اطلاع

پچھلے ھفتے رسالے کي اشاعت میں بہت تاخیر ھوگئی تھي - اگر پرچہ نہ نکلتا تو پھر وہ تاخیر آیندہ ھفتوں تک متعدي ھوتي ' اور پچھلے دنوں اسکا دور برابر قائم رھچکا ھے - پس بجاے پچھلے ھفتے کی اشاعت کے آج نمبر (١٤) اور نمبر (١٥) اکٹھے شائع کیے جاتے ھیں ' تا کہ کسي طرح چند دنوں کي تاخیر کا ایک مرتبہ بل نکل جاے -

منیجر

المکتبة العلمیة الاسلامیة في علي گڈہ

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کي کتابیں مطبوعہ مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رھتي ھیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کي خدمت میں روانہ کي جاتي ھیں — خاصکر مکتبة المنار کي کتابیں ' حضرت الاستاد الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کي تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ھر وقت مہیا رھتي ھیں - فرمائشوں کي تعمیل مستعدي کے ساتھہ کي جاتي ھے - کتب خانہ کي جدید فہرست تیار ھو گئي ھے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ھونے پر مفت روانہ کي جاتي ھے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیاے اسلام میں بہترین عربي رسالہ تسلیم کیا گیا ھے) اس کي گذشتہ ١٥ سال کي ١٥ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ھیں - قیمت عام طور پر في جلد ١٥ روپے ھیں مگر دوسري جلد کي قیمت پچاس روپے اور تیسري جلد کي قیمت پچیس روپے ھیں *

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا ممالک ھندوستان میں سول ایجنٹ ھے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کي خریداري منظور ھو چندہ سالانہ مبلغ ١٥ روپے ھمارے پاس روانہ فرمائیں ' روپیہ وصول ھوتے ھي رسالہ براہ راست ان کي خدمت میں جاري کرا دیا جاےگا *

المشتہر

منیجر المکتبة العلمیة الاسلامیة ' مدرسة العلوم ' علي گڈہ

فہرس

شذرات

مقالۂ افتتاحیہ

سقوط ادرنہ اور ایک دقیقہ فکریہ (١) — ٥

ایضاً نمبر (٢) — "

مراسلات

صداے صحرا (ایک خط) — ١٣

اختلال دولت عثمانیہ — ١٧

مسئلہ تعطیل جمعہ — ١٨

فکاھات

جرات صداقت — ١٦

غزل — "

مذاکرۂ علمیہ

الحیات نمبر (٢) — ١٩

مقالات

ھلال اور صلیب — ٢١

فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ (١٨) — ٢٨

تصاویر

مسجد سلیم (ادرنہ) کا منبر (لوح)

سلطان سلیم ثاني (رح) } (صفحۂ خاص)

مقبرۂ سلطان سلیم (رح) } (صفحۂ خاص)

خواجہ کمال الدین صاحب - بي - اے - مقیم لندن — ١٣

شذرات

آیندہ نمبر کے بعض اہم مضامین

اس نمبر میں مقالۂ افتتاحیہ کے جو دو نمبر درج کیے گئے ہیں' ان میں پہلا نمبر اثناے سفر کے بعض اوقات پر اندوہ کے خیالات کا نتیجہ ہے' مگر دوسرے میں اس اہم تحریک کی تمہید ہے' جو آٹھہ ماہ سے پیش نظر تھی' اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکا اعلان کیا جاے - امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اسکو پیش کر سکونگا -

ایڈیٹر

شاہ یونان یا مجاہد صلیب کا ماتم

— * —

علی گڈہ سے ایک صاحب ارقام فرماتے ہیں : " شاہ یونان ہمارے ملک معظم کے عزیز تھے اسلیے انکے قتل کی خبر پر بعض مسلمان اخبارات نے نہایت تعزیت اور ماتم گذاری کے مضامین لکھے' اور کہا کہ گو وہ اس وقت اسلام کے مقابلے میں مصروف جنگ تھا' تاہم مسلمانان ہند کی وفا داری کا اقتضا یہی ہے کہ وہ تعلقات شاہی کو ملحوظ رکھکر اداب رسم تعزیت ادا کریں -

تعجب ہے کہ جناب کی نظر سے وہ تحریر نہیں گذری ؟ پھر خدا کیلیے فرمایئے کہ کیا ایک ایسے پادشاہ کے مرنے کا ماتم کرنا ہمارے لیے مذہباً جائز ہے' جس نے اسلام کے مٹانے کے ایک مسیحی اتحاد میں حصہ لیا ہو' اور جو عین اس جنگ کے زمانے میں مرا ہو' جو خلافت اسلامی کے مٹانے کیلیے کی جا رہی تھی ؟ اور کیا مذہباً ہم کو ایسی ہی وفاداری کی تعلیم دیگئی ہے؟ "

میں نے وہ مضامین دیکھے تو نہیں مگر بعض اشخاص ذکر کرتے تھے -

لیکن میں متعجب ہوں کہ آپکو اس طرح کے مضامین پر تعجب کیوں ہوا ؟ مسلمانان ہند کی تقریر و تحریر کی تاریخ میں یہ کونسا نیا واقعہ ہے ؟ جس قوم کی زندگی غیروں کی پرستش اور انکے بخشے ہوے اعزاز کے صلۂ و مزہ پر ہو' اسکے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں -

ہم نے اپنے تئیں بھول کر غیروں کی چوکھٹوں پر سجدے کیے ہیں - ہم نے غیروں کی خاطر اپنوں کو چھوڑ دیا ہے - ہم نے انکی ایک نظر التفات کی قیمت میں ایمان و راستبازی تک کی متاع کو لگا دیا ہے - ہم نے انکی خوشنودی کیلیے اپنے آپ کو انکے ہاتھہ میں دیدیا ہے' اور انہوں نے جب کبھی ہمارے خاک غلامی پر لوٹتے ہوے سروں کو کچلنا چاہا ہے' تو خود ہمارے ہی وجود سے پتھر کا کام لیا ہے - ہم یہ سب کچھہ کر چکے ہیں اور کرنے کے لیے طیار ہیں - پھر ان سب کے مقابلہ میں یہ ایسی کونسی بڑی بات ہے' اگر مجاہدین صلیب میں سے ایک کے مرنے پر ہم نے اپنے اخبار کا کوئی گوشہ وقف کردیا ؟

آپکو تو اس کا تعجب ہے' اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس عبدۃ الحکام اور عبید الدنیا گروہ کو کسی طرح علم ہو جائے کہ ہمارے شہر کے ڈپٹی کمشنر بہادر ابو جہل اور مغیرہ کی تعریف سے خوش ہو جاتے ہیں' تو یقین کیجیے کہ انکو ایک لمحے کیلیے بھی تامل نہو گا' اور آن کے مناقب و فضائل میں صفحے کے صفحے بلا تامل نخر و شرف سیاہ کردیں !

آپ پوچھتے ہیں تو اپنا خیال ظاہر کردیتا ہوں کہ الحمد للہ اپنے خیالات کے اظہار میں بالکل بے پروا اور بے باک ہوں' اور شاید اسلام اور نفاق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے - سب سے پہلے اس بارے میں کسی اصول کو تلاش کیجیے اور پھر دیکھیے کہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا فرض کیا ہے ؟

اسلام نے تنگ دلی اور جنسی و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے - وہ انسانی اوصاف و خصائل کے اعتراف' اور انسانی رحم و محبت کے جذبات کو محض تمیز مذہب و قوم کے تابع نہیں کر دیتا - اس نے ہمکو سکھلایا ہے کہ ہم ہر اچھے انسان کا احترام کریں' خواہ وہ کسی مذہب کا ہو' اور خوبیوں اور وصفوں کی طرف کھینچیں' خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو اور کسی قوم کے فرد میں ہوں - قران نے آن مسیحی رہبانوں اور منصف عیسائیوں کی تعریف کی ہے' جو سچائی کا ادب کرتے تھے' حق کی مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے' اور اچھے اعمال انجام دیتے تھے - اسکے مذہبی تسامح اور بے تعصبی کے نظائر اسقدر کثیر ہیں کہ دہرانے کی گنجایش نہیں -

لیکن تاہم اس قانون احسان عام اور محبت عمومی سے بھی بالا تر ایک شے ہے' اور میں اجکل کے فرضی غوغاے بے تعصبی میں اس اقرار سے نہیں شرماتا کہ وہ حق کی حمایت' اللہ کی پرستش' اور ہدایت و صداقت کے قیام کا جہاد ہے - اسلام ہماری ہستی کا مقصد یہی بتلاتا ہے کہ ہم دنیا میں خدا کے قائم مقام ہوں' اور اسکی زمین میں سچائی اور روشنی کو ہمیشہ قائم رکھیں - پس اگر کسی قوم' کسی جماعت' کسی ملک' کسی مذہب' اور کسی فرد کی طرفسے اللہ کی ہدایت اور اسکی ہدایت کے پیروؤں کی مخالفت کی جاے' حق کی روشنی پر ظلمت غالب آنا چاہے' ظلم و تعدی اور قتل و غارت کا اعلان ہو' یعنے انسانوں کی دوستی اور خدا کی محبت' دونوں چیزوں میں مقابلہ پیدا ہوجاے' تو پھر اسکا حکم ہے کہ تم سب سے اپنا رشتہ منقطع کر لو' اور صرف خدا کا' حق کا' اسکے دین کے پرستاروں کا' اسکی عبادت گاہوں کا' اور اسکی بھیجی ہوئی روشنی کا ساتھہ دو' یعنی خدا کی دوستی کی خاطر آن سب کے دشمن ہو جاؤ - پہلی صورت میں جس درجہ احسان عام' خلق و محبت' اور رافت و شفقت عمومی کا حکم تھا' اس دوسری صورت میں اتنا ہی' سختی و شدت' قہر و غضب' اور غیظ و غلظت کا حکم ہے - اسکا عام حکم تو یہ ہے :

لاینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم' ان تبروھم و تقسطوا الیھم' ان اللہ یحب المقسطین (۶ : ۷۹)	اللہ تعالی تم کو اس سے نہیں روکتا کہ تم آن غیر قوموں سے' جنہوں نے تم سے دین کی مخالفت میں جنگ نہیں کی ہے' اور تم کو تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا ہے' دوستی و نیکی اور انصاف و عدل کے ساتھہ پیش آؤ - بلکہ اللہ تو عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

نرمی و رافت عمومی کے احکام تو اتنے ہیں کہ انکا استقصا ممکن نہیں - حضرت موسی کو فرعون جیسی شریر ہستی کو مخاطب کرنے کیلیے نصیحت کی کہ " وقولا لہ قولا لینا " باتیں کرنا تو نہایت نرمی سے کرنا - خود انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا : " فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم' ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک " اور یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آس نے آپکو نرم دل اور صاحب رافت و شفقت بنایا' اور اگر کہیں طبیعت

میں سختي اور غلاظت هوتي تو لوگ کبھي پاس نه آتے - پھر عام طور پر کہا :

ادع الی سبیــــل — الله كي راه كي طرف دعوت دو تو اسطرح
ربـک بالحکمـة — کـه حکمت رموعظـة کے ساتھه ' سختي
والموعظـة الحسنه — و جنـگ و جدل کي حالت نهو-

خاص یہود و نصارا کي نسبت کہا :

ولا تجادلوا اهل الکتاب ' — یہود و نصارا سے جب کبھي مجادله کرو
الی باللتي هی احسن — تو بہتر اور احسن طریقے سے -

عام طور پر مسلمانوں کو حکم دیا که اپنے اندر نرمي و محبت ' آشتي و رافت پیدا کریں - حتي که فرمایا :

وعباد الرحمن الذین — اور الله کے نیک اور سچے بندے وہ هیں جو
یمشون علی الارض — زمین پر نہایت فروتني کے ساتھه چلتے هیں'
هونا ' واذا خاطبهـم — اور جب جاهل انسے جهالت کي باتیں
الجاهلـــون قالـــوا — کرتے هیں تو سختي و تشدد کي جگه '
سلاما - (۲۰ : ۶۵) — صرف سلام کرکے الگ هو جاتے هیں -

یه تو عام اور اصلي احکام هیں' لیکن سوال یه هے که هم تو قوموں کے ساتھه نرمي و محبت کرتے هیں ' لیکن قومیں هم سے تنگ دلي برتتي هیں - هم محبت کیلیے طیار هیں' مگر وہ محض اسلیے که هم خداے واحد کے پرستار' اور دین الهي کے پیرو هیں ' عداوت و دشمني ' ظلم و تعدي ' قساوت و بے رحمي ' اور خوں ریزي و برباسي کا همیں مستحق سمجھتي هیں - وہ هم پر حمله کرتي هیں ' هم کو دین حق کے قیام سے روکتي هیں' همارے شہروں پر چڑہ آتي هیں' همارے مساجد پر قبضه کرنا چاهتي هیں ' همارے تخت حکومت کو الٹ دینـا چاهتي هیں' همارے عورتوں کي عصمت پر حمله آور هوتي هیں' اور همکو همارے آبادیوں اورزمینوں سے نکل جانے پر مجبور کرتي هیں - پھر ایسي حالت میں کیا هم اپنے تئیں مٹنے سے نه بچائیں؟ کیا حفظ نفس کا حق طبیعي همارے لیے نہیں هے ؟ اور پھر کیا هم دین مقدس کي بے حرمتي ' شعائر الهیه کي بے ناموسي ' اور پیروان توحید کي مظلومي کا حس اپنے اندر نه پیدا کریں ؟

جب که ایسي صورت پیش آجاے تو پھر اُسي قران کا' جس نے گذشته آیات میں احسان عام اور محبت عمومي کا حکم دیا تها ' یه حکم هے :

انما ینها کم الله عن — بیشک الله تعالے تم کو ان ظالم قوموں سے
الذین قاتلوکم في — دوستی رکھنے کي اجازت نہیں دیتا جنہوں
الدین' واخرجوکم من — نے تمهارے ساتھه بغض اسلام کے ساتھه
دیارکم وظاهروا علي — جنگ کي هے ' اور تم کو تمهارے شہروں
اخراجکم ان تولوهم ' — اور گھروں سے نکالا هے ' اور جو شخص ایسے
ومن یتولهم فاولیک — ظالموں سے دوستي رکھے گا تو اُس کا شمار
هم الظالمون (۶۰ : ۸) — بھي ظالموں هي میں هوگا -

اور پھر ایسے لوگوں کے ساتھه مقابله کرنے کا حکم دیا که :

قاتلوا في سبیل الله الذین — الله کیلیے اُن دشمنوں سے قتال کرو'
یقاتلونکـــم (۲ : ۱۸۷) — جنہوں نے تمهارے ساتھه قتال کیا هے -

پہلے حکم دیا تها که نرمي کرو ' مذهبي دعوت بھي دو تو آشتي و محبت سے - انحضرت (صلعم) کے اخلاق کریمه اور رافت و شفقت کو الله کي رحمت فرمائي سے تعبیر کیا تها ' لیکن اس حالت میں فرما یا دہ اپنے اندر سختي پیدا کرو که اب کفر کے مقابلے میں جسقدر تمها رے اندر سختي هوگي' اتنا هي ثبوت ایمان هے :

قـا تلـوا الذیـن یلـونـکم — اپنے آس پاس کے دشمنوں سے لـڑو
من الکفار ' ولیجـدوا فیکـم — اور چاهیے کـه وہ تمهـــارے انـدر
غلظـة - — سختي اور شدت محسوس کریں -

اور پھر اسي بناپر اُن یہود و نصارا سے دوستي و محبت کے رسوم ادا کرنے کي قطعي ممانعت کردي' جو مسلمانوں پر حمله آور هوے هوں' یا جنهوں نے اسلام کے خلاف کسي ظالمانه سازش میں حصه لیا هو' اور جو شخص انسے اس قسم کے تعلقات رکھے ' اسکے لیے نہایت شدید وعید نازل کي :

یا ایهـــا الذیـن آمنـــوا — مسلمانو ! اُن یہودیوں اور عیسائیوں
لا تتخـــذوا الیهـــود — کو اپنا دوست نه بناو جو مسلمانوں
والنصــــاری اولیــاء بعضهم — کي مخالفت کي سازش میں باهم
اولیـــاء بعــــض ' و من — ایک دوسرے کے دوست هیں اور
یتولهـم منکـم ' فانه منهم — پھر جو ایسا کریگا تو یقین رکھے که اسکا
(۵ : ۵۳) — شمار بھي اُنهي میں هوگا -

غور کرو ! کیسي سخت وعید اُن لوگوں کیلیے فرمائي ' جو اُن عیسائیوں سے رسم و راہ دوستي اختیار کریں' جنہوں نے مسلمانوں سے مقاتله کیا هے ؟ فرمایا که ایسے لوگوں کا شمار بھي انهي عیسائیوں کے ساتھه هوگا ! فنعوذ با لله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا -

اور متعدد مقا مات میں عام طور پر تمام دشمنان حق و اسلام کي نسبت فرما یا ' مثلاً :

لا یتخـــذ المـــومنـــون — مسلمانوں کو چاهیے که اپنے برادران
الکافرین اولیاء من دون — دیني کو چھوڑ کر کفار کو اپنا دوست
المومنین ' ومن یفعل — نه بنائیں - اور جو ایسا کریگا تو پھر
ذلک ' فلیس من الله — اس سے اور خدا سے کچھه سرو کار
في شي (۳ : ۲۷) — نہیں -

پھر سورۂ (نساء) میں فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا — مسلمانو ! مسلمانوں کو چھوڑ کر ان
الـکافرین اولیـــاء من دون — کفار کو اپنا دوست نه بناو' جنہوں
المومنین (۴ : ۱۴۳) — نے تمهارے خلاف تلوار اٹھائي هے -

اتنا هي نہیں ' بلـکه اُن تمام لوگوں کیلیے جو دین الهي کي کسي نہج پر بھي مخالفت کرتے هوں' یا شعا ئر الهیه کی تضحیک و تمسخر جنکا شیوہ هو' اور یا احکام اسلامي کي هنسي اوڑاتے هوں ' (جیسا که آجکل خود ملاحدۂ مسلمین اور متفرنجین مارقین و مفسدین کا شیوہ هے) یه حکم صاف سورہ (مائدہ) میں نازل فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا — مسلمانو ! اُن لوگوں کو اپنا دوست
الـذین اتخذوا دینکم هزواً — نه بنــاو جو تمهارے دین کے ساتھه
ولـعـبـــا (۵ : ۶۰) واذا — هنسي اور تمسخر کرتے هیں اور گویا
نادیتـــم الـی الصلـــوۃ ' — اسے ایک کھیل سا بنا لیا هے - جب
اتـخـــذوا هـــا هــــزواً — تم نماز کیلیے اذان دیتے هو تو یه نماز
ولـعـبـــا (۵ : ۶۳) — کا تمسخر اوڑانا شروع کردیتے هیں -

اب آپ سمجھه گئے هونگے که اس بارے میں اصولي طور پر اسلام کي تعلیم کیا هے ؟ پس یقین کیجیے که آج جن لوگوں نے اسلامي آبادیوں پر حملے کیے هیں ' لاکھوں مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکالا هے ' عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیـــم کردیـــا هے ' اور تخـــت اسلام کو الٹ دینے کیلیے اپنے تمــام قوا ے شیطـانیــه کو کام میں لا رهے هیں '. اور پھر اُور جن قوموں اور حکومتوں نے انکي کسي صورت میں بھي اعانت کي هے' یا اس برخلاف اسلام سازش میں شرکت هے' وہ سب بموجب ان نصوص قرآنیه اور احکام شریعة حقۂ اسلامیه کے ' ایک لمحه ' اور ایک دقیـقے کیلیے بھي اسکے مستحق نہیں که هم انکے ساتھه رسم وراہ دوستي اور طریق مودت و ولایت کو کام میں لائیں ' یا انکے ساتھه

نرمي و محبت اور شفقت و رافت کا سلوک کریں - اور اگر کریں ' تو پھر اللہ ' اسکے ملائکہ مقربین ' اور رسل مبشرین و منذرین کي نظروں میں ہمارا شمار بھي انھي دشمنان خدا کے ساتھہ ھے -

جب اس بارے میں تعلیم اسلامي کا یہ حال ھے ' تو پھر آپ خود ھي فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے ایک خبیث ترین رکن اتحاد مسیحي ' اور ملعون ترین مجاھد صلیب پرستي ' یعنے شاہ یونان مخذول کے قتل ہونے پر ھمارے لیے عین ایام جنگ میں صف تعزیت بچھانے ' اور مسیحي ماتم میں برادرانہ و عزیزانہ شرکت کرنے کیلیے کیا حکم ھو سکتا ھے ؟ و من یتولهم منکم ' فانه منهم ' ان اللہ لا یهدي القوم الظالمین -

شاہ یونان ' وہ شخص تھا ' جسکے اندر سب سے پہلے صلیب کے شیطان لعین نے حلول کر کے صداے جہاد دي تھي ' اور آغاز جنگ ھي میں اس جنگ کو اسلام کے برخلاف جنگ مقدس قرار دیا تھا ' پس میں تو ایک سیدھا سادھا مسلمان ھوں ' اپنے دلي اعتقاد کے اخفا پر قادر نہیں ' میں تو صاف صاف کہتا ھوں کہ اس شریر انسان کے قتل کے واقعہ پر میري زبان اسکے سوا اور کچھہ نہیں دیسکتي کہ اسپر ' اسکے حامیوں اور شریکوں پر ' اور اسکي فوج و سامان لشکر پر ' اللہ کي ' اسکے ملائکہ کي ' اور چالیس کرور پیروان دین الہي کي لعنت اور پھٹکار ھو ' اور ھر اس پر ' جو اسکے نقش قدم پر چلے ' اور اسلام کے برخلاف مسیحي جہاد کا اعلان کرے یا در پردہ اسکے ساتھہ ساز رکھتا ھو - اولئک یلعنهم اللہ ' ویلعنهم اللاعنون (۲ : ۱۵۵)

واولئک ماواهم ' جهنم ' ولا یجدون عنها محیصا (۴ : ۱۲۰) یہ ھیں ' جنکا اخري ٹھکانا دوزخ ھے ' اور وھاں سے پھر نکلنے کي انکے لیے کوئي راہ نہیں -

---

ہفتۂ جنگ سقوطري کي آبادي قریبا ۱۵ - ھزار ھے - باشندے نسباً البانی اور مذھباً رومن کیتھولک عیسائي ھیں -

جبل اسود کي یہ کوشش تھي کہ جسطرح ممکن ھو سقوطري کو ملحق کرلیا جائے ' لیکن آسٹریا کا اصرار تھا کہ وہ ھر حالت میں البانیا کي خود مختار ریاست کا جزو قرار دیا جائے - آسٹریا کے اصرار کي پشت پر ایک خوفناک فوج تھي ' اور خوف تھا کہ اگر اسکي فرمایش پوري نہ کي گئي ' تو وہ ناطرفداري کي نیام سے تلوار باھر کھینچ کر ' میدان کارزار میں اتر آئے گي - پھر اگر آسٹریا میدان میں آئیگا تو اسکے مقابلے کے لیے روس بھي اتریگا ' اور اگر روس اترا ' تو جیسا کہ جرمني کے ذمہ دار اخبار نے (ریشتسٹگ) میں بار بار کہا ھے ' وہ بھي اپنے حلیف کي مساعدت سے خاموش نہیں بیٹھہ سکتا ' اور جرمني اترا تو فرانس بھي اتریگا اور اسطرح (بقول بسمارک) کوہ آتش فشان بلقان کي ایک چنگاري تمام یورپ کو جلا دیگي -

یورپ کي ملکي اور تجارتي ترقي مسئلۂ مشرقیہ پر موقوف ھے ' اور مسئلۂ مشرقیہ کا حل باھمي اتفاق و امن عامۂ یورپ پر - انگلستان جسکي شاھنشاھي کا مدار ھندوستان پر ھے ' اس اتفاق کے لیے نہایت مضطرب تھا ' کیونکہ مسئلۂ مصر اور خلیج فارس کا حل (جنکا براہ راست ھندوستان پر بڑا اثر پڑتا ھے) مسئلۂ مشرقیہ ھي کے حل پر موقوف ھے -

اسلیے انگلستان نے " منقسمہ یورپ " کي شیرازہ بندي کي کوشش کرکے ' ایک اتحادي سازش کي ' اور لندن میں سفراء دول کي ایک مؤتمر (کانفرنس) بلائي گئي - اس کے سامنے دیگر نزاع انگیز مسائل کے علاوہ ' حدود البانیا کا مسئلہ بھي پیش کیا گیا تھا -

اس مؤتمر نے ۳۱ - مارچ کو یہ فیصلہ کیا کہ سقوطري البانیا کے ساتھہ شامل رھے اور جبل اسود مؤتمر السفراء کے اس فیصلہ کو نہ مانے ' تو بلا تامل ایک مظاھرۂ بحریہ کیا جائے -

شرکاء مظاھرہ اسوقت تک متعین نہیں ھوے تھے - خیال کیا جاتا تھا کہ روس ' فرانس ' اور انگلستان شریک مظاھرہ نہ ھونگے -

۵ - اپریل کو رائٹر نے یہ تار شائع کیا تھا کہ اگر مظاھرہ ناکامیاب ھوا اور سقوطري ساقط ھوگیا تو آسٹریا ۱۵ - ہزار برائیگیڈ لیکے سٹنجي (دارالسلطنت جبل اسود) پر حملہ کر دیگي -

۶ - اپریل کو موتمر کے فیصلہ کي اطلاع جبل اسود کو دي گئي ' جسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ مظاھرہ اصول ناطرفداري کے خلاف ھے - ۹ - اپریل کو رائٹر نے یہ خبر شائع کي :

" اگر دول نے جبل اسود کے مقابلہ میں طاقت کو کام فرمایا تو وہ اپني خود مختاري سے دستکش ھوکے سرویا میں مدغم ھو جائیگا "

۱۰ - کو ناکہ بندي شروع ھو گئي - باستثناء روس ' تمام دول یورپ شریک ھیں - روس کے محکمۂ جنگ نے ایک اعلان شائع کیا ھے ' جسمیں ظاھر کیا ھے کہ روس کے لیے نا ممکن ھے کہ ان تدابیر کي مخالفت کرے ' جن کو دول اپنے فیصلے کے لیے ضروري سمجھتي ھیں - اس اعلان میں جبل اسود کو مشورہ بھي دیا گیا ھے کہ اپنے اصرار سے باز آجائے - ۱۱ کو ناکہ بند جہازوں نے ایک شاھي کشتي کو گرفتار کیا ' جو تین کشتیوں کي حفاظت میں جا رھي تھي -

۱۲ - کو رائٹر تار دیتا ھے کہ سٹنجي کے ایک سرکاري تار سے معلوم ھوتا ھے کہ جبل اسود سقوطري کے معاوضے کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے تیار ھے - کل کا تار ھے کہ ایک سرکاري اعلان میں ظاھر کیا گیا ھے کہ جبل اسود سر تسلیم خم کر دیگا ' مگر خون کي ندیوں کے بہنے کے بعد - مگر بظاھر آخري حالت امید نہیں -

---

صلح رائٹر کي خبروں کا خلاصہ حسب ذیل ھے :

دولت عثمانیہ نے شرائط مداخلت منظور کر لیے ھیں - دول کي یاد داشت کے جواب میں بلغاریا نے سارس سے لیکے میدیا تک کے بدلے ' انیوس سے لیکے میدیا تک سرحد تجویز کي ھے - جواب الجواب میں دول نے اس تقسیم کو منظور کیا ' مگر جزائر ایجین کو وہ اپنے ھاتھہ میں رکھنا چاھتي ھیں اور تاوان و قرض کے مسئلے کو اس کمیشن کے ھاتھہ میں ' جو پیرس میں بیٹھیگا - ۱۰ - دن کیلیے حلفاء بلقان اور دولت عثمانیہ میں ھنگامي صلح طے ھوئي ھے -

ھمیں اس خبر کي صحت میں تامل ھے -

اتحاد بلقان سلانیک پر قبضے کے لیے بلغاري اور یوناني ' دونوں اپني اپني جگہ پر فوجي تیاریاں کر رھے ھیں ' اور عجب نہیں کہ مقابلہ کے لیے بھي سرویا اور بلغاریا تیاریاں شروع کردیں - ڈاکٹر دینف نے ۱۱ - کو بلغاري وکلا کو مخاطب کرتے ھوے ' اس خوف کي طرف اشارہ کیا ' جو بلغاریا و دیگر حلفاء کے آئندہ تعلقات کے باب میں پیدا ھوگیا ھے - ڈاکٹر دینف نے کہا کہ اپنے حق سے کم پر بلغاریا کبھي راضي نہ ھوگي -

ڈاکٹر دینف نے ایک تقریر میں بیان کیا ھے کہ سروي و بلغاري عہد نامہ بالکل صاف ھے - اختلاف کي صورت میں زار روس حکم ھوگا - لیکن یوناني اور بلغاري عہد نامہ نہایت عجلت میں تیار ھوا تھا - اسمیں تحکیم کي بابت کوئي دفعہ نہیں ھے - تاھم سرحد کا فیصلہ فوج کي تعداد اور نقصانات جنگ کے اعتبار سے ھوگا -

الہلال

۳ - و ۱۰ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری

—:○*○:—

سقوط ادرنہ (۱)

—:*:—

اور ایک دقیقۂ فکریہ

(۱)

ولا تہنوا ولا تحزنوا ، وانتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ ، وتلک الایام نداولہا بین الناس -

ہمت نہ ہارو اور نہ اس شکست کی خبر سنکر غمگین و دل شکستہ ہو - یقین کرو کہ اگر تم سچے مومن ہو' تو آخرکار تمہارا ہی بول بالا ہے -

اگر تم کو اس لڑائی میں سخت زخم لگے ' تو ہمت نہ ہارو کہ طرف ثانی کی قوت بھی اسی طرح مجروح ہو چکی ہے ' اور یہ وقت کے نتائج و حوادث ہیں جو نوبت بہ نوبت سب لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں -

— * —

ایتہا النفس اجملی جزعا
فان ما تحذرین قد وقع (۱)

— * —

بالاخر ایڈریا نوپل فتح ہوگیا ' اور واقعات و حوادث کے آگے انسانی سعی جیسی کہ ہمیشہ ناکام رہی ہے ' اس معرکے میں بھی ناکام رہی : انا للہ و انا الیہ راجعون :

بہت سعی کیجیے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما (۷۶ : ۳۰)

صبح تمنا اور شام حسرت

— * —

اس امید آباد عالم میں ' ہر لمحہ اور ہر آن ' کتنی امیدیں ہیں جو پیدا ہوتی ہیں ' اور کتنے ولولے ہیں جو اٹھتے ہیں ؟ پھر ان میں کتنے ہیں جنکے نصیب میں فیروز مندی و کامرانی ہے ' اور کتنے ہیں جنکے لیے حسرت و یاس کے سوا کچھہ نہیں ! بیکس انسان ' جو آرزوؤں کا بندہ ' اور حسرتوں کے خمیر کا پتلہ ہے ' شاید صرف اسلیے بنایا گیا ہے کہ نصف عمر امیدوں کے پالنے میں صرف کردے ' اور بقیہ نصف نامرادی کے ماتم میں کاٹ دے -

([illegible]) نے صحرا میں ایک اعرابی کو دیکھا تھا کہ میدان سے پتھروں کے ٹکڑوں کو جمع کرتا ہے ' اور جب ایک ڈھیر جمع ہو جاتا ہے تو پھر ایک ایک ٹکڑے کو اٹھاتا ہے ' اور جہانسے لایا تھا ' اسی طرف پھینکنے لگتا ہے - کیا انسانی ہستی کی پوری تاریخ اس مثال میں پوشیدہ نہ تھی ؟ ہماری زندگیاں ' جنکے ہنگامۂ حیات سے کارگاہ عالم میں شورش وکشمکش کے طوفان اٹھتے رہتے ہیں ' غور کیجیے ' تو امید کے ایک تار عنکبوت ' اور حسرت کے ایک جلتے ہوے تنکے سے زیادہ کیا ہستی رکھتی ہیں ؟ ساری عمر دو ہی کاموں میں بسر کر دیتے ہیں - یا صحراے دجلہ کے اعرابی کی طرح صبح تمنا میں امیدوں کے سنگریزے جمع کرتے ہیں ' یا پھر شام نامرادی میں جہانسے لاے تھے ' وہیں پھینکدیتے ہیں کہ ہمیشہ کیلیے مدفون ہوجائیں :

مثل یہ میری کوشش کی ہے ' کہ مرغ اسیر
کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کیلیے !

کارساز قدرت کی بھی کیا کرشمہ سازیاں ہیں ! کچھہ خاک امید کی لی اور کچھہ خاکستر حسرت کی - دونوں کی آمیزش سے ایک پتلا بنایا ' اور انسان نام رکھکر اس ہنگامہ زار ارضی میں بھیجدیا - کبھی امید کی روشنی سے شگفتہ ہوتا ہے ' کبھی نا امیدی کی تاریکی سے گھبرا جاتا ہے - کبھی ولولوں کی بہار میں زمزمہ ساز نغمۂ انبساط ہوتا ہے ' اور کبھی حسرت و افسوس کی خزاں میں امیدوں کے پژمردہ پتوں کو گنتا ہے - کبھی ہنستا ہے اور کبھی روتا ہے ' کبھی رقص نشاط ہے ' اور کبھی سینۂ ماتم - ایک ہاتھہ سے جمع کرتا ہے ' اور دوسرے سے کھوتا ہے :

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی '
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

پس اے ساکنان غفلت آباد ہستی ! و اے رہروان سفر مدہوشی و فراموشی ! ! مجھے بتلاؤ کہ تمہاری ہستی کی حقیقت اگر یہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے ؟ اور اے نیرنگ آراے تماشا گاہ عالم ! کیا یہ ہنگامۂ حیات ' یہ شورش زندگی ' یہ رستخیز کشا کش ہستی ' تو نے صرف اتنے ہی کیلیے بنائی ہے ؟

امید کو تہ و بازوے سست و بام بلند
بمن حوالۂ نومیدیم گنہ گیرند !
ربنا ! ماخلقت ھذا باطلا ! !

—:*:—

نہیں معلوم آغاز عالم سے آجتک یہ سوال کتنے دلوں کے اضطراب و التہاب کا باعث ہوا ہوگا ؟ مگر سچ یہ ہے کہ اپنے کان ہی بہرے ہیں ' ورنہ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس سوال کا جواب نفی میں دے رہا ہے :

محرم نہیں ہے تو ہی نوا ہاے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے ' پردہ ہے ساز کا

وکاین من ایۃ فی السماوات والارض ' یمرون علیہا وہم عنہا معرضون (۱۲ : ۱۰۶)

یہ سچ ہے کہ مصائب و ناکامی کا ہجوم انسان کے دل میں ایسے خیالات پیدا کر دیتا ہے ' مگر حقیقت یہ ہے کہ اس صنعت گاہ عالم کا یہ سازوسامان صرف اتنے ہی کیلیے نہیں ہوسکتا - وہ عالم انسانیت کبری ' جو تاج خلافت الہی سر پر ' اور خلعت کرامت (ولقد کرمنا بنی آدم) اپنے دوش عظمت پر رکھتا ہے ' کیونکر ممکن ہے کہ صرف امیدوں کے پالنے ' اور پھر انکی موت و احتضار کا تماشا دیکھنے ہی کیلیے بنایا گیا ہو ؟ افحسبتم انما خلقناکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ؟

---

(۱) عربی میں کسی محصور شہر کے حصار ٹوٹ جانے کو (سقوط) کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ' جو بالکل انگریزی لفظ Fall کا قائم مقام ہے - چونکہ اردو میں کوئی اور موزوں لفظ نہیں ہے ' اسلیے ہم نے اس معنی میں اسی لفظ کو لکھنا شروع کردیا ' اگرچہ اردو میں سقوط بالکل مختلف معنوں میں بولا جاتا ہے -

(۲) اوس بن حجر کا مشہور شعر ہے - یعنی اے نفس محزوں ! اب رونا دھونا موقوف کر ! کیونکہ جس حادثے کے خیال سے ڈرتا تھا ' وہ تو ہو چکا !

الذين يذكرون الله قياماً و قعوداً و على جنوبهم ، و يتفكرون في خلق السماوات و الارض ، ربنا ما خلقت هذا باطلا ، سبحانك فقنا عذاب النار (۳ : ۱۸۹)

جو ارباب فکر و حکمت الله تعالی کا ہر حال میں ذکر کرتے ہیں ، اور آسمان اور زمین کے ملکوت و آثار قدرت پر تفکر و تدبر کی نظر ڈالتے ہیں ، انکی زبانوں سے تو یہ عالم صنعت دیکھکر بے اختیار صدا نکل جاتی ہے کہ " خدایا یہ تمام کار گاہ صنعت تو نے بیکار و عبث نہیں پیدا کی ہے ! "

بہار و خزاں

اور امید و بیم

اسمیں تو شک نہیں کہ جس قدر کاوش سے غور کیجیے گا ، جذبات انسانی کی تحلیل و تفرید کے آخری عناصر یہی دو چیزیں ، امید اور حسرت نظر آئیں گی - وہ جو کچھ کرتا ہے ، یا آیندہ کی امید ہے اور یا رفتہ پر حسرت ، البتہ یہ ضرور ہے کہ امید و یاس کی تقسیم کو صرف افراد و اشخاص میں محدود نہ کیجیے ، بلکہ اسمیں در اصل قوموں اور ملکوں کی تاریخ پوشیدہ ہے - باغ و چمن میں بہار و خزاں ، دو موسم ہیں ، جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں ، اور اپنی اپنی آمد کے متضاد و مخالف آثار چھوڑ جاتے ہیں - اسی طرح امید اور حسرت کو دو مختلف موسم تصور کیجیے ، جو قوموں اور ملکوں پر بھی آتے ہیں ، اور وہ نامرادی و کامرانی کی تقسیم ہے ، جو اپنے اپنے وقتوں پر قوموں میں ہو جاتی ہے - بعض قومیں ہیں جنکے حصے میں امید کی بہار آئی ہے ، اور بعض ہیں جو اب صرف یاس و حسرت کے خزاں ہی کے لیے رہگئے ہیں - موسم بہار زندگی و شگفتگی کا موسم ہوتا ہے ، اور انسان کی رگوں کے اندر دوڑنے والے خون سے لیکر ، درختوں کی شاخوں اور ٹہنیوں تک ، ہر چیز میں جوش حیات ، اور ولولۂ انبساط پیدا ہو جاتا ہے - یہی حال اُن قوموں کا ہوتا ہے ، جو اپنے دور امید سے گذرتی ہیں - تمام دنیا انکے لیے ایک بہشت امید بن جاتی ہے ، اور اسکی ہر آواز انکے کانوں کیلیے ایک ترانۂ امید کا کام دیتی ہے - وہ اپنے اندر دیکھتے ہیں ، تو دل کا ہر کونہ امیدوں اور ولولوں کا آشیانہ نظر آتا ہے ، اور باہر نظر ڈالتے ہیں ، تو دنیا کا کوئی حصہ عروس امید کی مسکراہت سے خالی نہیں ہوتا - اس طلسم زار ھست و نیست میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ خوشی کا - زندگی کی تمام کامیابیاں اور مسرتیں در اصل دل کی عشرت کامیوں سے ہیں - جب تک اپنے دل کے طاق مخفی میں امید کا چراغ روشن ہے ، اس وقت تک دنیا بھی عیش و مسرت کی روشنی سے خالی نہیں - لیکن اگر باد صرر نامرادی کا کوئی جھونکا وہاں تک پہنچ گیا ، تو پھر خواہ آفتاب نصف النہار پر درخشاں کیوں نہ ہو ، مگر یقین کیجیے کہ دنیا کا یہ تمام نظام منور اُنکے لیے ظلمت سراے تاریک ہے -

یہ وہ خوش نصیب قومیں ہیں ، کہ انکے دل کے اندر امید کا چراغ روشن ہوتا ہے ، اسلیے جہاں جاتے ہیں ، اقبال و کامرانی کی روشنی استقبال کرتی ہے - چونکہ انکے دل کے اندر سلطان امید فتح یاب ہوتا ہے ، اسلیے زمین کے اوپر بھی نامرادی و ناکامی کی صفوں پر فتح یاب ہوتے ہیں - جس ہاتھ میں امید کا علم ہو ، پھر دنیا کی کوئی قوت اُس ہاتھ کو زیر نہیں کر سکتی - انکی امید حسرت و آرزو نہیں ہوتی ، جو محض ناکامی و نامرادی کے ماتم کے لیے ہے ، بلکہ کامیابیوں کا ایک پیغام دعوت ہوتی ہے ، جو دل میں امید بنکر ، اور دل کے باہر عیش و مراد کی کامرانی و فیروز مندی کی صورت بنکر جلوہ آرا ہوتی ہے -

لیکن اسی سطح ارضی کے اوپر ، جو امید کی کام بخشیوں سے خوش نصیب قوموں کیلیے عیش و مراد کا ایک چمن زار نشاط ہے ، وہ بد نصیب قومیں بھی بستی ہیں ، جنکے دامن حیات میں امید و یاس کی بخشش کے وقت ، امید کے پھولوں کی جگہہ صرف ناامیدی کے کانٹے ہی آئے ہیں - جو خزاں کے افسردہ و افسردہ کن موسم کی طرح ، دنیا میں صرف اسلیے زندہ رہتے ہیں ، کہ بہار گذشتہ پر ماتم کریں ، اور خزاں کے جھونکوں سے اپنے درخت امید کی پت جھڑ دیکھہ دیکھہ کر آنسو بہائیں - وہ دنیا ، جو اوروں کیلیے اپنی ہر صدا میں ایک پیغام امید رکھتی ہے ، انکے لیے یکسر ماتم کدۂ یاس بن جاتی ہے - دل جب مایوس ہو تو دنیا کی ہر چیز میں مایوسی ہے - انکے دلوں میں امید کا چراغ بجھہ جاتا ہے ، تو دل کے باہر بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی - دنیا کے وہ وسیع صحرا ، جن پر قدرت نے طرح طرح کی نباتاتی نعمتوں کا دستر خوان چن دیا ہے - وہ خوشنما اور عظیم الشان آبادیاں ، جنکو انسانی اجتماع اور مدنی صنعتوں نے زمین کے عیش و نشاط کا بہشت بنا دیا ہے - وہ عظیم الشان اور بے کنار سمندر ، جنکی حکمرانی کی طاقت حاصل کرنے کے بعد پھر خشکی کے ٹکڑوں پر حکمرانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی - غرضکہ اس زمین اور زمین پر نظر آنے والی تمام چیزیں ، اُن سے اس طرح منہ پھیر لیتی ہیں ، گویا وہ اس زمین کے فرزند ہی نہیں ہیں - جبکہ بڑی بڑی آبادیاں قوموں اور جماعتوں کی فاتحانہ امنگوں کا جولانگاہ ہوتی ہیں ، تو ان بد نصیبوں کیلیے صحراؤں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی کوئی گوشۂ عافیت نہیں ہوتا - صحراؤں کی فضائیت ، ہوا کی سنسناہت ، اور دریاؤں کی صداے روانی ، اوروں کیلیے پیام امید ہوتی ہے ، مگر انکے کانوں میں ان سب سے نامرادی و فنا کی صدائیں اٹھہ اٹھہ کر طعنہ زن ہوتی رہتی ہیں - دنیا میں اگر بہار و خزاں ، امید و یاس ، شادی و غم ، نغمۂ و نوحہ ، خندۂ و گریہ ، اور فنا و بقا ، دو ہی چیزیں ہیں ، جنکی زمین کے بسنے والوں میں بخشش ہوئی ہے ، تو مختصر یوں سمجھہ لیجیے کہ پہلی قوموں کو بہار و امید اور شادی و نشاط کا حصہ ملا ہے ، اور دوسروں کو یکسر یاس و خزاں ، نوحۂ و ماتم ، اور گریہ و فغاں کا :

ما خانہ رسیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

* * *

و ما ظلمہم الله

و لکن کانوا انفسہم یظلمون

لیکن یہ حالات و نتائج کا ایک دور ہے ، جو نوبت بہ نوبت دنیا کی تمام قوموں ، بلکہ کائنات کی ہر شے پر طاری ہوتا ہے - قران کریم نے اسی طرف اشارہ کیا ہے :

و تلک الایام نداولہا بین الناس - | امید و یاس ، شادی و غم ، اور فتح و شکست کے یہ ایام ہیں ، جو نوبت بہ نوبت انسانوں ع گذرتے رہتے ہیں -

دنیا میں کوئی شے نہیں ، جسنے غم سے پہلے اپنی شادی کے دن بھی نہ دیکھے ہوں ، اور باغ میں کونسا زندہ درخت ہے ، جس نے خزاں کے جھونکوں کے ساتھہ کبھی نسیم بہار کی لذتیں بھی نہیں لوٹی ہیں ؟ دنیا عالم اسباب ہے ، اور یہاں کا ایک ذرہ بھی قوانین فطریہ و سلسلۂ علل و اسباب کی ما تحتی سے باہر نہیں - پس یہ انقلاب حالت بھی ایک قانون الہی اور ناموس فطری کے ما تحت ہے ، جس نے ہمیشہ اس عالم میں یکساں نتائج پیدا کیے ہیں ، اور اُن میں تبدیلی ممکن نہیں :

ولن تجد لسنة الله تبديلا -	الله کے بناے ہوے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ دیکھو گے -

باغ و چمن میں بہار و خزاں کا انقلاب ہو' دریاؤں میں مد و جزر کا آثار چڑھاؤ ہو' سمندروں میں سکون و ہیجان کا تغیر ہو' افراد حیوانی کی حیات و ممات' اور شباب و کہولت کا ایاب و ذہاب' افراد کی صحت و علالت' اور اقوام کا عروج و زوال' یہ تمام حالتیں فی الحقیقت انہی قوانین الہیہ' اور نوامیس فطریہ کے ما تحت ہیں' جنکو فاطر السماوات و الارض نے اس عالم کے نظام و قوام کیلیے روز اول ہی سے مقرر کردیا ہے - پھر جن افراد و اقوام نے اُن قوانین کے مطابق راہ امید اختیار کی ہے' انکے لیے امید کی زندگی ہے' اور جنھوں نے اس سے روگردانی کی ہے' انکے لیے نا مرادی و نا کامی کی مایوسی ہے - قانون جرم کی سزا دیتا ہے' پر مجرم کو جرم کرنے کیلیے مجبور نہیں کرتا - پس شکایت کار ساز قدرت کی نہیں' بلکہ خود اپنی ہونی چاہیے - خدا نے امید کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا ہے' اور زمین کی راحت کسی ایک قوم کو ورثے میں نہیں دیدی ہے - اس نے پھول اور کانٹے دونوں پیدا کیے ہیں - اگر ایک بد بخت کانٹوں پر چلتا ہے' مگر پھولوں کو دامن میں جمع نہیں کرتا' تو اُسے اپنی محرومی پر رونا چاہیے' باغبان کا کیا قصور ؟

فما کان الله لیظلمهم' ولکن کانوا انفسهم یظلمون - (۸ : ۳۰)	خدا کے انصاف سے بعید تھا کہ وہ کسی پر ظلم کرے' مگر افسوس کہ بد اعمالیاں کرکے خود آپ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا -

دوسری جگہ فرمایا :

ذالك بما قدمت ایدیکم و ان الله لیس بظلام للعبید (۸ : ۵۷)	یہ سب بربادیاں تم نے خود اپنے ہاتھوں مول لیں' ورنہ الله تو اپنے بندوں کیلیے کبھی ظالم نہیں -

اس نے دنیا کے آرام و راحت' اور عیش و کامرانی کو انسان کے ما تحت نہیں' بلکہ انسانی اعمال کا محکوم بنایا ہے' اور جب تک کوئی قوم خود اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا نہیں کردیتی' اسپر زمین کی راحتوں کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا :

ذلك بان الله لم یك مغیرا نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم' و ان الله سمیع علیم (۸ : ۵۵)	ان قوموں کو نامرادی و مایوسی کی یہ سزا اسلیے دی گئی کہ ایسا ہی اسکا قانون ہے - جو نعمت خدا نے کسی قوم کو دی ہو' پھر وہ کبھی واپس نہیں لی جاتی' تا انکہ خود وہ قوم اپنی صلاحیت اور قابلیت کو بدل نہ ڈالے -

(آیندہ اس قانون عروج و زوال امم کی تشریح کرونگا جو قران کریم نے بتلایا ہے' اور آپکو نظر آلیگا کہ مسلمانوں کے موجودہ زوال کے اسباب کیا ہیں ؟)

ماضی و حال

— * —

یہ انقلابات قدرتی ہیں' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنے دور قوموں اور ملکوں پر اسکے گذر چکے ہیں ؟ آج امید و کامیابی کے جس آفتاب سے غیروں کے ایوان اقبال روشن ہو رہے ہیں' ابھی ہمارے سروں پر بھی چمک چکا ہے' اور جس بہار کے موسم عیش و نشاط سے ہمارے حریف گذر رہے ہیں' ایک زمانہ تھا کہ ہمارے باغ و چمن ہی میں اسکے جھونکے آیا کرتے تھے - اب کس سے کہیے کہ کہنا کا وقت ہی چلا گیا !

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی

ہم ہمیشہ سے ایسے نہیں ہیں' جیسے کہ اب نظر آرہے ہیں - زمانہ ہم سے ہمیشہ برگشتہ نہیں رہا - مدتوں امید کا ہم میں

سقـــوط ادرنـــہ

اور

ایک دقیقـــۂ فکـریـــہ

(۲)

ہجوم یاس' و اختلال نظام امید

— * —

من کان یظن ان لن ینصرہ الله فی الدنیا والاخرۃ' فلیمدد بسبب الی السماء' ثم لیقطع' فلینظر هل یذهبن کیدہ ما یغیظ؟ و کذالك انزلناہ آیات بینات' و ان الله یهدی من یرید - (۲۲ : ۱۵)	جو شخص مایوس ہوکر الله کی نسبت ایسا ظن بد رکھتا ہو کہ اب دنیا و آخرت میں خدا اسکی مدد کرے ہی کا نہیں' تو پھر اسکو چاہیے کہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسی لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں اب وہ اپنے لیے صرف مایوسی ہی سمجھتا ہے) اپنا تعلق قطع کرلے' پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اُسکی وہ شکایت جسکی وجہ سے مایوس ہو رہا تھا' دور ہوگئی ہے یا نہیں ؟ اسی طرح ہم نے قران کریم میں ہدایت و فلاح کی روشن دلیلیں آتاری ہیں' تاکہ تم انپر غور کرو' اور الله جس کو چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت بخشتا ہے -

—:*:—

ایک ہم ہیں' کہ ہوے ایسے پشیماں' کہ بس
ایک وہ ہیں' کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہونگے !

— * —

موجودہ جنگ بلقان یا جنگ اسلام و فرنگ کی اگر تاریخ لکھی جایگی' تو اسمیں شاید سب سے زیادہ موثر اور درد انگیز باب مسلمانان عالم کے اضطراب امید و بیم کا ہوگا - یہ سچ ہے کہ میدان جنگ میں صرف مجاہدین ترک تھے' جنکی لاشیں دشمنوں کی گولیوں سے تڑپتی تھیں' لیکن دنیا میں کروڑوں قلوب بھی تھے جنکی لاشیں نہیں' مگر پہلو میں دل ہمیشہ تڑپتے رہتے تھے -

واقعات نے جلد جلد اپنے اوراق الٹے - امیدوں کو عموماً شکست ہوئی اور توقعات میں بالعموم ناکامی - جنگ کے التوا کے بعد صلح کے مہلک اور خانماں سوز شرائط سنکر وہ مضطرب تھے' مگر خود

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

آشیانہ رہا ہے بلکہ ہمارے سوا اسکا کہیں ٹھکانا نہ تھا - اب دنیا میں ہمارے لیے ماتم و نا امیدی' دو ہی کام کرنے کیلیے باقی رہگئے ہیں' لیکن زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماری زندگی کیلیے اسی دنیا میں اور بھی بہت سے کام تھے !

و بلونا هم بالحسنات و السیات لعلهم یرجعون (۷ : ۱۶) و ان فی ذالك لایات' و ما کان اکثرهم مومنین (۲۶ : ۶۸)	اور ہم نے اُن قوموں کو اچھی اور بری' اُمید اور مایوسی' فتح اور شکست' دونوں حالتوں میں ڈالکر آزمایا کہ شاید یہ بد اعمالیوں سے توبہ کریں اور راہ حق اختیار کریں - اور بیشک اس انقلاب حالت میں عبرت و موعظۃ کی بہت سی نشانیاں ہیں' مگر ان میں اکثر لوگ ایمان و ایقان کی دولت سے محروم تھے -

دارالخلافہ میں ایک جماعت آخری سعی و مجاهدہ کیلیے اٹھہ کھڑی ہوئی' اور دوبارہ اجراے جنگ نے پھر ایک شعاع امید دکھلائی - حالات گو بدستور تھے ' نئی وزارت آیندہ کیلیے باوجود بے سروسامانی کچھہ نہ کچھہ سامان کرسکتی تھی' مگر جنگ کے گذشتہ ایام میں اسکے پیشرو جو کچھہ کرچکے تھے' انکی تلافی محال تھی - وہ محصور مقامات کو رسد نہیں پہنچا سکتی تھی اور محصور قلعوں میں نئی فوج بھی نہیں بھیج سکتی تھی - با ایں همہ مالی مشکلات کا انتظام کیا گیا ' اور دو ماہ تک اُس جنگ کو جاری رکھا' جسکو ایک هفتہ اور جاری رکھنے کی قوت بھی تسلیم نہیں کی جاتی تھی ! !

اس عرصے میں امید تھی کہ حالات میں اور تغیرات ہونگے ' اور ایڈریا نوپل کے محاصرے میں دشمن کے ایسے مشکلات پیدا ہو جائینگی - اسباب و بواعث کی بحث کا یہ موقعہ نہیں' انکی تفصیل کسی دوسری جگہ پڑھیے گا' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ حالات کے عین مطابق' مگر ہماری امیدوں اور ارزوؤں کے خلاف ایڈریا نوپل بھی مفتوح ہوگیا' اور بظاہر ہر شخص نے محسوس کیا کہ آخری رشتۂ امید جو باقی رہگیا تھا' اُس نے بھی بے وفائی کی :

فان ماتخذ وین قد وقع

میں دیکھتا ہوں کہ (ایڈریا نوپل) کے سقوط کی خبر نے ابناے ملت کی همتوں کو پست کردیا ہے - لوگ عموماً نا امید ہوگئے ہیں ' اور اکثروں کے دل بیٹھہ گئے ہیں - یاس و اضطراب کا لشکر جب آتا ہے' تو اسکا پہلا حملہ عقل و دماغ پر ہوتا ہے - لوگ حیران ہیں کہ اب کیا کریں ؟ اور مایوس ہیں کہ اب کچھہ نہیں کرسکتے - مرحوم (غالب) نے اسی عالم کی تصویر کھینچی ہے :

فرصت زدست رفتہ و حسرت فشردہ پاے
کار از دوا گذشتہ و افسوں نکردہ کس

حس مصائب رحمت الہی ہے

مصیبت کا احساس غم و ماتم کی صورت میں جسقدر شدید ہو' بہتر ہے' کیونکہ زخم کی تکلیف جتنی سخت ہوتی ہے' اتنی هی مرہم کے بنانے میں بھی جلدی کی جاتی ہے - اور قدرت الہی کی نیرنگیوں نے اکثر ایسا دکھلایا ہے کہ یاس و ناامیدی جب حد انتہا کو پہنچ گئی ہے' تو اسی کی زمین میں امید کی ازسرنو تخم ریزی ہوئی ہے -

پس موجودہ مصائب کا حس جسقدر درد انگیز ہو' اسکو فال نیک سمجھنا چاهیے ' اور در اصل سچ پوچھیے تو ہماری زبانوں کے آہ و فغاں کو دیکھتے ہوے جسدرجہ درد و الم دلوں میں ہونا چاهیے تھا ' افسوس ہے کہ نہیں ہے - ہم میں کتنے ہیں ' جنھوں نے چند لمحوں کے اضطراب و تشویش سے زیادہ اپنی زندگی اس غم میں تلخ کی ہے ؟ اور پھر کتنے ہیں ' جنکے حلق سے ایک وقت کا کھانا بھی کسی بے چینی کے بعد اترا ہے ؟

میں سفر میں تھا جب سقوط ادرنہ کی خبر آئی - مجھے اسکے بعد متعدد مقامات میں جانے کا اتفاق ہوا ' اور میں نے مسلمانوں کے مختلف طبقات و درجات کی بہت سی آبادیاں دیکھیں - میں نے دیکھا کہ جو گذرنا تھا ' گذر گیا ' لیکن ہماری غفلت و مدہوشی کے اعمال ' اور عیش جوئیوں اور راحت پسندیوں کے اشغال بدستور جاری ہیں - یہ کہتے ہوے خود اپنے تئیں ندامت اور تکلیف ہوتی ہے مگر افسوس کہ کہنا پڑتا ہے -

تاهم یہ ضروری ہے کہ دلوں کی بے چینی میں شک نہیں ' اور ایک ٹیس جو پہلے نہ تھی ' اب شاید لاکھوں پہلوؤں میں محسوس ہو رہی ہے - اگر ہزاروں ہیں جنھیں خواب غفلت سے مہلت نہیں ' تو اُنکی تعداد بھی کم نہیں جو کہ ابتک بستروں پر لیٹے ہیں مگر اضطراب کی کروٹیں بھی بدل رہے ہیں ' اور یہ یقیناً کار فرماے قدرت کی ایک سب سے بڑی توفیق بخشی ہے - اگر موسم کے بدلنے کا وقت آگیا ہے تو اتنے آثار بھی کم نہیں - ہم نے بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو دیکھا ہے کہ انکے اندر سے آگ کے مہیب شعلے اٹھہ رہے تھے ' حالانکہ چند گھنٹے پیشتر انکی تہہ میں چند بجھتی ہوئی چنگاریوں کے سوا اور کچھہ نہ تھا - انھی خاکستر کے تودوں میں چھپی ہوئی چنگاریوں کو جب باد تند و تیز کے چند جھونکے میسر آگئے ' تو چشم زدن میں دھکتے ہوے انگاروں اور اچھلتے ہوے شعلوں سے تنور بھر گیا - پھر کیا عجب ہے کہ سوز و تپش کی جو چنگاریاں اس وقت دلوں میں بجھتی ہوئی نظر آرہی ہیں ' توفیق الہی کی باد شعلہ افروز انھی سے اُس آتشکدۂ حیات کو گرم کر دے ' جو افسوس ہے کہ روز بروز خاکستر سے بھرتا جاتا ہے ! !

ذلک بان اللہ یولج | یہ امید اسلیے ہے کہ قدرت الہی کی نیرنگیوں
اللیل فی النہار | سے ایسا ہونا کچھہ بعید نہیں - وہ رات کی
ویولج النہار فی | ظلمت سے دن کی روشنی کو ' اور دن سے
اللیل و ان اللہ سمیع | رات کو پیدا کرتا ہے ' اور ہماری تمام امید وہ
بصیر (۶۰ : ۲۲) | کو دیکھتا اور دعاؤں کو سنتا ہے -

* * *

لیکن مایوسی پیغام موت ہے !

— * —

لیکن ساتھہ هی افسوس ہے کہ موجودہ حس مصائب اور استیلاے غم و اندوہ کا رخ تنبہ و اعتبار کی طرف نہیں ہے' بلکہ عموماً مایوسی اور نا امیدی کی صورت میں ہے - جس طرف دیکھتا ہوں ' سقوط ایڈریا نوپل کے واقعہ پر یاس و قنوط کے جذبات کو احاطہ کیے ہوے پاتا ہوں - لوگ کہتے ہیں کہ اب کیا باقی رہگیا ہے جسکے لیے امید کی جاے ؟ اور بد قسمتی نے کیا چھوڑا ہے ' جو همتوں میں مستعدی پیدا کرے ؟ اب یا تو ماتم کی صفیں بچھائیے ' یا سیلاب بدبختی کی رو پر اپنے تئیں چھوڑ دیجیے کہ جب ڈوبنا هی ہے تو هاتھہ پاؤں هلانے سے کیا فائدہ ؟

پھر کیا اخری سوالات کا وقت آگیا ؟

— * —

بہتر ہے کہ اس بارے میں میری زبان پر صاف صاف سوالات ہوں : پھر کیا وقت آگیا ہے کہ ہم همیشہ کیلیے مایوس ہوجائیں ؟ کیا ہم یہ سمجھہ لیں کہ امید و یاس کی تقسیم میں اب ہمارے لیے صرف یاس هی رہگئی ہے ' اور تکمیل فنا میں جسقدر وقت باقی رہگیا ہے' اُس میں صرف رفتہ کا ماتم ' اور آیندہ کی نا امیدی' دو هی کام کرنے کیلیے باقی رہگئے ہیں ؟ کیا یہ جو کچھہ ہورہا ہے ' ہماری زندگی کی آخری ساعات اور موت کے احتضار کی آخری حرکت ہے ؟ کیا چراغ میں تیل ختم ہو گیا اور بجھنے کا وقت قریب ہے ؟ اور سب سے اخر یہ کہ کیا اعداء اسلام اور اسلام کا اخری مقابلہ هوچکا ' اور (یسوع) کی مصلوب اور مردہ لاش نے خداے حي و قیوم پر فتح پالی ? ?

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوالات مختلف شکلوں میں آج بہتوں کے سامنے ہونگے - ممکن ہے کہ مایوسی کا غلبہ میرے اعتقاد کو

مغلوب کرلے اور اسلیے ممکن ہے کہ میں تسلیم کرلوں کہ ہمارے مٹنے کا وقت آگیا ہے ' مگر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلم قلب ' جسمیں ایک ذرہ برابر بھی نور اسلام باقی ہے ' ایک منٹ ' ایک لمحہ ' ایک دقیقے ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی اسکو مان سکتا ہے کہ اسلام کے مٹنے کا وقت آگیا ہے -

انسانوں ہی نے ہمیشہ انسانوں کو مغلوب کیا ہے اور نئی قوموں نے ہمیشہ پرانی قوموں کی جگہ لی ہے - اسکا حریف اس عالم میں دیو نہیں بلکہ انسان ہی ہے - پس یہ کوئی عجیب بات نہیں اگر ہمکو ہمارے سیزدہ صد سالہ دشمن آج مغلوب کرکے فنا کردیں ' مگر اے خدا کی رحمت کی توہین کرنے والو ! میں یہ کیونکر مان لوں کہ ایک مصلوب لاش ' حی و قیوم خداے ذوالجلال کو مغلوب کرسکتی ہے ؟ اور مایوسی خواہ کتنی ہی ہو ' مگر کیونکر تسلیم کرلوں کہ انسانی گروہ خداے قادر و لازوال کی جبروت و کبریائی کو شکست دیسکتے ہیں ؟

حیران ہوں کہ آج مسلمان مایوس ہو رہے ہیں ' حالانکہ میں تو کفر مایوسی کے تصور سے کانپ جاتا ہوں ' کیونکہ یقین کرتا ہوں کہ مایوس ہونا اُس خداے ذوالجلال والاکرام کی شان رحمت و ربوبیت کیلیے سب سے بڑا انسانی کفر ' اور اُس کی جناب میں سب سے بڑی نسل آدم کی شوخ چشمی ہے - تم ' جو ان بربادیوں اور شکستوں کے بعد مایوس ہو رہے ہو ' تو بتلاو کہ تم نے خدا نے اسلام کی قوت و رحمت کو کس پیمانے سے ناپا ہے ؟ وہ کونسا کاہن ابلیس ہے جس نے خدا کے خزانۂ رحمت کو دیکھکر تمہیں بتلا دیا ہے کہ اب اسمیں تمہارے لیے کچھ نہیں ؟ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عہدا ؟ (۱۹ : ۸۲) ام عند ہم الغیب فہم یکتبون ؟ ؟ (۵۲ : ۴۲) (۱) پھر تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم مایوس ہو رہے ہو ' اور کیوں تم نے خدا کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے ؟ تم کہتے ہو کہ اب ہمارے لیے مایوسی کے سوا کچھ نہیں ' حالانکہ ایک مسلم دل کیلیے تو نا امیدی سے بڑھکر کوئی کفر نہیں ہے :

لقد جئتم شیاً ادا - تکاد	یہ تو تم نے ایسی بڑی سخت بات
السماوات یتفطرن منہ	منہ سے نکالی ہے جس کی وجہ سے عجب
و تنشق الارض و تخر	نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں ' زمین شق
الجبال ہدا ! !	ہو جاے ' اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر
(۱۹ : ۹۲)	زمین کے برابر ہو جائیں (۲)

امید و بیم

و من یقنط من رحمتہ الا الکافرون ؟

خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا اور کون مایوس ہوسکتا ہے ؟

— * —

انسان شاید یاس و امید کے بارے میں کچھ فطرۃً عاجل ہے - اسکی فطرۃ سادہ ' بچوں کی مثال سے واضح ہوتی ہے - بچوں کا قاعدہ ہے کہ ہر حالت کا اثر بغیر تفکر و تدبر کے دفعۃً قبول کرلیتے ہیں - روتے ہوے بچے کو مٹھائی کا ایک ٹکڑا پکڑا دیجیے تو ہنسنے لگتا ہے ' اور چھین لیجیے تو فوراً مچل جاتا ہے -

بعینہ یہی حال عقل و فکر کے نشو و نما کے بعد بھی انسان کا ہوتا ہے - البتہ دور و نتائج دور کی صورت بدل جاتی ہے - قران کریم نے اسی فطرۃ انسانی کی عجلت پسندی کی طرف اشارہ کیا ہے ' جبکہ کہا ہے کہ خلق الانسان من عجل - انسان کی خلقت میں جلد بازی اور تعجیل کار ہے -

مصائب کے حس اور شادمانی کے غرور میں بھی دیکھیے ' تو اسکی یہی جلد بازی اور زود اثری ہر موقعہ پر کام کرتی ہے - وہ کس قدر جلد غمگین ہو جاتا ہے اور پھر ایک روتے ہوے بچے کی طرح ' جسکے ہاتھہ میں مٹھائی کا ٹکڑا دیدیا گیا ہو ' کس قدر جلد خوش ہو جاتا ہے ؟ اسکی مایوسی اور امید واری ' دونوں کا یہی حال ہے - جب کبھی وہ اپنی کسی توقع میں ناکامی دیکھتا ہے تو فوراً مایوس ہو کر بیٹھہ رہتا ہے ' اور پھر جب کبھی کوئی کامیابی کی خبر سن لیتا ہے ' تو امید و مسرت کے ضبط سے عاجز ہو کر اچھل پڑتا ہے - حالانکہ نہ تو اسکو اُن اسباب کی خبر ہے ' جو غم و نا مرادی کے پیچھے ظاہر ہونے والے ہیں ' اور نہ اُن عواقب و نتائج کی خبر ہے ' جو بشارت امید کے بعد پیش آنے والے ہیں - اسکی خدا پرستی بھی اس جلد بازانہ یاس و بیم سے شکست کھا جاتی ہے - اگر کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو سمجھتا ہے کہ خدا میرے ساتھہ ہے ' اور اگر نتائج حالات اور مشیت الہی کسی ابتلا و مصیبت میں ڈالدیتی ہے تو دیوانہ وار مایوس ہو جاتا ہے کہ خدا نے مجھکو چھوڑ دیا - سورہ (والفجر) میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے ' اور تمہارے اندر وہ کونسی شے ہے جسکی طرف قران نے اشارہ نہیں کیا ؟ :

فاما الانسان اذا	انسان کا حال یہ ہے کہ جب اسکا پروردگار اسکے
ما ابتلاہ ربہ '	ایمان کو اس طرح آزماتا ہے کہ اسکو دنیا میں
فاکرمہ و نعمہ '	عزت اور نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ فوراً خوش
فیقول ربی	ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا پروردگار میرا اعزاز
اکرمن - واما اذا	اور اکرام کرتا ہے - اور جب اسکے ایمان کو کسی
ما ابتلاہ	آزمایش میں ڈالکر اس طرح ازماتا ہے کہ اسکا
فقدر علیہ	رزق اسپر تنگ کردیتا ہے (یعنی مصیبت میں
رزقہ ' فیقول	ڈالدیتا ہے) تو پھر معاً مایوس ہو کر کہنے لگتا ہے
ربی اہانن	کہ میرا پروردگار تو مجھے ذلیل کر رہا ہے اور میرا
(۸۹ : ۱۵)	کچھہ خیال نہیں کرتا ! !

* * *

مہلک ترین ضلالت انسانی

حیات امید و موت قنوط

منجملہ اس حالت کے سب سے زیادہ خطر ناک گمراہی ' انسان کی وہ مایوسی ہے ' جو مصائب و آلام کا ہجوم دیکھکر اپنے دل میں پیدا کرلیتا ہے ' اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے مستقبل کیلیے نا مرادی و ناکامی کی بنیاد رکھدیتا ہے -

مایوسی سے بڑھکر کوئی شے انسانیت کیلیے قاتل و مہلک نہیں ' اور دنیا کی تمام کامرانیاں صرف امید کے قیام پر موقوف ہیں - یہ امید ہی ہے جس نے زمینوں پر قبضہ کیا ہے ' پہاڑوں کے اندر سے راستہ پیدا کیا ہے ' سمندر کی قہاری کو مغلوب کیا ہے ' اور جب چاہا ہے اس میں اپنی سواری کے مرکب چلاے ہیں ' اور جب چاہا ہے اسکے دھاروں کو میلوں اور فرسخوں تک خشک کردیا ہے - پھر امید ہی ہے جس نے مردہ قلوب کو زندہ کیا ہے ' بستر مرگ سے بیماروں کو اُٹھایا ہے ' ڈوبتوں کو کناروں تک پہنچایا ہے ' بچوں کو جوانوں کی تیزی سے دوڑایا ہے ' اور بوڑھوں کو جوانوں سے زیادہ قوی و طاقتور بنا دیا ہے -

جبکہ قومیں جواب دیدیتی ہیں ' جبکہ زمانہ منہ پھیر لیتا ہے '

---

(۱) کیا انکو عالم غیب کی خبر ہوگئی ہے یا اس بارے میں انہوں نے خدا سے کوئی عہد کرلیا ہے ؟ اور کیا انکے پاس علم غیب ہے کہ جو واقعہ ہو رہا ہے بے کم و کاست لکھدیں ؟

(۲) قران کریم کی آیات کا ہم ہمیشہ ترجمہ دیتے ہیں ، لیکن یہ واضح رہے کہ ترجمے میں لفظی ترجمہ کی رعایت بالکل نہیں کی جاتی - بالعموم ترجمہ کا حصہ بھی اصل مضمون کی عبارت کا ایک مسلسل ٹکڑا ہوتا ہے ، اور اسے کو بطور حاشیے کے دہنی جانب دیدیتے ہیں - اس آیت میں بھی " لقد جئتم " کا ترجمہ بالکل نہیں کیا ہے ' صرف حاصل مقصد کو حسب محاورہ لکھدیا ہے -

جبکہ زمین کے کسی گوشے سے صداے ھمت نہیں آتی' اور جبکہ تمام اعضاے عمل جواب دیدیتے ھیں' تو امید ھی کا فرشتہ ھوتا ھے' جو مسکراتا ھوا آتا ھے' اپنے پروں کو کھولتا ھے' اور اسکے سایے میں لیکر' قوت و طاقت' ھمت و مستعدی' چستی و چالاکی کی ایک روح تازہ دلوں میں پیدا کردیتا ھے !

دنیا میں کامیابی اعمال کا نتیجہ ھے' اور اعمال کیلیے پہلی چیز امید ھے - جب تک انسان کے اندر امید قائم ھے' مصیبتوں اور ھلاکتوں کے اگر عفریت بھی سامنے آ کھڑے ھوں' تو بھی اسکو شکست نہیں دیسکتے -

اگر خون اور اسکا دوران انسان کی جسمانی حیات کیلیے ضروری ھے تو یقین کیجیے کہ اخلاقی و ادبی حیات کیلیے امید اسکے اندر بمنزلۂ روح کے ھے - جب تک اسکا دوران دل سے اٹھکر (یا باصطلاح حال دماغ سے نکلکر) جسم کے تمام گوشوں میں حرارت عمل پیدا کر رھا ھے' اسکی قوت عمل زندہ' اسکے اعضاے کار متحرک' اور پاے مستعدی سرگرم تکاپو ھیں - لیکن جہاں یہ روح حیات دل سے نکلی' پھر جسم انسانی کیلیے قبر کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں -

ایک شخص جب مایوس ھوگیا' جب اس نے یقین کرلیا کہ اب اسکے لیے دنیا میں کچھہ نہیں' جب اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب خدا اسے کچھہ نہ دیگا' تو ظاھر ھے کہ اسکا دماغ کیوں سونچے ؟ دل میں امنگ کیوں پیدا ھو ؟ ھاتھہ کیوں ھلے ؟ اور پاؤں بڑھنے کیلیے کیوں متحرک ھوں ؟

قوموں کی زندگی کی ایک بہت بڑی علامت یہ ھے کہ انکا دل امید کا دائمی اشیانہ ھوتا ھے' اور خواہ ناکامی و مصائب کا کتنا ھی ھجوم ھو مگر امید کا طائر مقدس' انکے دل کے گوشے سے نہیں اڑتا - وہ دنیا کو ایک کارگاہ عمل سمجھتے ھیں' اور امید کہتی ھے کہ یہاں جو کچھہ ھے' صرف تمھارے ھی لیے ھے - اگر آج تم اسپر قابض نہیں ھو تو غم نہیں' کیونکہ عمل و جہد کے بعد کل کو وہ تمھارے ھی لیے ھونے والی ھے -

مصیبتیں جس قدر آتی ھیں' وہ انکو صبر و تحمل کی ڈھال پر روکتے ھیں' اور غم و اندوہ سے اپنے دماغ کو معطل نہیں ھونے دیتے' بلکہ مصیبتوں کو دور کرنے اور انکی صفوں پر غالب آنے کی تدابیر پر غور کرتے ھیں - نامرادی انکے دلوں کو مجروح کرتی ھے' پر مایوس نہیں کرتی' اور غم کے لشکر سے ھزیمت اٹھاتے ھیں' پر بھاگتے نہیں -

دنیا ایک میدان کارزار ھے' اور جس چیز کو تم عمل کہتے ھو' دراصل یہ ایک حریفانہ کشمکش اور مقابلہ ھے - پس جس طرح جنگ میں رھنے والے سپاھیوں کو فتح و شکست سے چارہ نہیں - وہ کبھی زخمی کرتے ھیں اور کبھی خود زخمی ھوتے ھیں' اسی طرح دنیا میں بھی جو مخلوق بستی ھے' اسے کامیابی و ناکامی اور فیروزمندی و نامرادی سے چارہ نہیں - کیا ضرور ھے کہ ھمیشہ ھماری ھی تلوار اور دشمن کی گردن ھو ؟ کیوں نہ ھم اپنے سر و سینے میں بھی زخم کے نشان پائیں ؟ بستر پر آرام کرنے والوں کو رونا چاھیے کہ پاؤں میں کانٹا چبھہ گیا' لیکن سپاھی کو زخموں پر زخم کھا کر بھی اف نہیں کرنا چاھیے - کیونکہ اس کی جگہہ تو بستر نہیں بلکہ میدان جنگ ھے -

شکست و زخم کا خوف ھے تو میدان جنگ میں قدم ھی نہ رکھو' اور تلوں کو بچانا چاھتے ھو تو تمھارے لیے بہتر جگہ پھولوں کی سیج ھے - چلوگے تو ٹھوکر کھاؤ گے' اور لڑوگے تو زخم سے چارہ نہیں - پس اگر ٹھوکر لگی ھے تو آنسو نہیں کھولو اور بیٹھکر رونے کی جگہ تیزی سے چلو' کیونکہ جتنی دیر بیٹھکر تم نے اپنا گھٹنا سہلایا' اتنی دیر میں قافلہ اور دور نکل گیا -

پھر اگر دشمن کی کاٹ نے زخمی کیا ھے تو بھاگتے کیوں ھو ؟ مایوسی خود کشی ھے اور امید زندگی - اور زیادہ چابکدستی سے پیکار و جنگ کیلیے طیار ھو جاؤ - کیونکہ جب تک دوسروں کو زخمی کرتے تھے' زیادہ ھمت مطلوب نہ تھی' لیکن زخم کھا کر تم نے معلوم کر لیا کہ دشمن توقع سے زیادہ قوی ھے' اور اب پہلے سے زیادہ ھمت اور مستعدی مطلوب ھے -

میں نے کہا کہ قومی زندگی کی سب سے بڑی علامت یہ ھے کہ اسکا ھر فرد ایک پیکر امید ھوتا ھے' اور اپنے دل کو امید کی جگہ سمجھتا ھے' نہ کہ مایوسی کی - لیکن اتنا ھی نہیں' بلکہ یوں کہنا چاھیے کہ زندہ قوموں کیلیے مایوسی کے اسباب ھی میں امید کا پیغام ھوتا ھے' اور مصیبتیں جتنی بڑھتی ھیں' اتنی ھی وہ اپنی امید کو اور زیادہ محبت اور پیار سے پالتے ھیں - مصیبتیں انکو مایوس نہیں کرتیں' بلکہ غفلت سے ھشیار کر دیتی ھیں' اور عبرت و تنبہ کی صورت میں انکے سامنے آتی ھیں - وہ مصائب کے سیلاب کو دیکھکر بھاگتے نہیں' بلکہ اس راہ کو ڈھونڈ ھکر بند کرنا چاھتے ھیں' جہاں سے اسنے نکلکر بہنے کی راہ نکالی ھے -

پس مصائب انکے لیے رحمت ھو جاتے ھیں' اور نامرادی انکے لیے کامیابی کا دروازہ کھولدیتی ھے - وہ جسقدر کھوتے ھیں' اتنا ھی زیادہ پاتے ھیں' اور جسقدر گرتے ھیں' اتنا ھی زیادہ مستعدی سے اٹھتے ھیں - وھی دنیا جو کل تک انکے لیے نامرادیوں کا دوزخ تھی یکایک کامیابیوں کا بہشت بن جاتی ھے' اور جس طرف دیکھتے ھیں' تخت فتح یابی بچھے ھوے' اور انہار کامرانی بہتی ھوئی نظر آتی ھیں - یہی بہشت امید ھے جسکے رھنے والوں کی نسبت کہا گیا ھے کہ :

متکئین فیہا علی الارائک' لا یرون فیہا شمساً ولا زمھریرا (۷۶ : ۱۳)	کامیابی و فیروز مندی کے تخت پر تکیے لگاے بیٹھے ھونگے - غم اندوہ کی سوزش و تپش کا انھیں حس تک نہوگا -

کیونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ھوتے' پس دنیا بھی انکو مایوس نہیں کرتی -

ھلاکت امید اور موت قنوط

—: * :—

لیکن اسی طرح قومی زندگی کے ایام ممات' اور انسانی ارتقاے حیات کا سد باب' اس دن سے شروع ھوتا ھے' جس دن کاشانۂ دل سے امید کا جنازہ اٹھتا' اور مایوسی کا لشکر فنا امڈتا ھے - جس فرد یا جس قوم کو مصیبتوں اور ناکامیوں کے عالم میں مایوس دیکھو' یقین کرو کہ اسکا آخری دن آگیا - مصیبتیں تو اسلیے تھیں' تاکہ غفلت کو شکست اور ھمت کو تقویت ھو' لیکن جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ھو جاتے ھیں' دنیا کے اعمال و تدابیر کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیتے ھیں' اور یہ سمجھہ لیتے ھیں کہ اب ھمارے لیے دنیا میں کچھہ نہیں رھا' وہ تو خود اپنے لیے زندگی کے بدلے موت کو پسند کرتے ھیں - پھر دنیا کی کامیابی' زندگی کو لڑکر لینے والوں کیلیے ھے' مٹ جانے کے مشتاقوں کیلیے نہیں ھے -

دیکھو ! قرآن کریم نے کیسے جامع الفاظ میں ایسے لوگوں کی حالت اور انکی مایوسی کے نتائج کی طرف اشارہ کیا ھے' اور اس نے کس چیز کی طرف اشارہ نہیں کیا' مگر افسوس کہ بہت کم لوگ ھیں' جو اسکی صداؤں پر کان لگاتے ھیں !

ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف' فان اصابہ خیر' اطمان بہ'	اور انسانوں میں بعض ایسے ھیں جو خدا کی پرستش تو کرتے ھیں' مگر انکے دلوں میں استقامت نہیں ھوتی - اگر

و ان اصابه فتنة	اسکو کوئي فائده پهنچ گيا تو مطمئن هوگئے -
انقلب على وجهه،	اور اگر کبهي مصيبت آپڑي' تو جدهر سے آئے تهے'
خسر الـدنيـا	الٹے پانوں ادهر هي کو لوٹ گئے (يعنے مايوس هوکر
و الاخره، ذالك هو	يهاں سے هاتهه اٹها ليا) - يه وه لوگ هيں که
الخسران المبين	جنهوں نے اپني دنيا بهي کهوئي اور آخرت بهي'
(٢٢ : ١١)	اور يهي سب سے بڑا اور بالکل صريح نقصان هے -

فرمايا که "خسر الدنيا و الاخره" کيونکه مايوسي کے بعد انسان کي قوة عمل معطل هو جاتي هے - پهر نه وه صرف دنيا هي ميں ناکام و نا مراد رهتا هے' بلکه عاقبت کي خوشحالي سے بهي اُسے نا اميدي هي ملتي هے -

انسان کا فرض سعي و تدبير هے' اور وه جب تک اس دنيا کي سطح پر باقي هے' اسکو سعي و کوشش سے باز نهيں آنا چاهيے - همارا کوئي عزيز بيمار هوتا هے' اور اسکي حالت' صحت کي طرف سے مايوس کرديتي هے - ڈاکٹر بهي جواب ديديتے هيں' تاهم سعي و علاج سے آخري ساعات نزع تک باز نهيں آتے - جب افراد کے ساتهه همارا حال يه هے' تو تعجب هے که قوم و ملت کے ساتهه نهو ؟ کس کو معلوم هے که کب دروازهٔ رحمت کهلنے والا هے' اور کب بارش هونے والي هے ؟ دهقان کا کام صرف يه هے که تخم پاشي کرتا رهے :

چوں دمبدم عنايت توفيق ممکن ست
در تنگنـاے نـزع نه کوشد کسے چـرا ؟

فتح و شکست کا اصلي ميدان

دل کے اندر هے' نه که اس سے باهر

يهاں تک ميں نے جو کچهه لکها' يه عام انساني حالت کے اعتبار سے تها' ليکن اب سونچنا چاهيے که به حيثيت اسلام کے اس وقت همیں کيا کرنا چاهيے ؟

پهر ميں نهيں سمجهتا که اگر موجوده جنگ ميں هر طرف نتيجه شکست هي رها' اور مسلمانوں کو اپنے آخري دنوں ميں ايک سب سے بڑي نقصان رساں شکست اٹهاني پڑي' تو اس سے فرزندان اسلام مايوس کيوں هو جائيں ؟ اگر ايڈريا نوپل چهه مهينے کي عديم النظير مدافعت' اور آخر کے محير العقول مقابلهٔ و مقاتله کے بعد' بالاخر قدرتي اسباب و حالات کي بنا پر مفتوح هوگيا' تو پهر چاليس کروڑ فرزندان اسلام کي حصن اميد لشکر مايوسي سے کيوں مفتوح هوجاے ؟ يه سچ هے که همارے دشمنوں نے ميدان جنگ ميں هميں شکستيں دي' ليکن ابهي وه اس اميد کو شکست نهيں ديسکتے' جو هر مسلم دل کو اسلام کے خداے قادر و قيوم سے هوني چاهيے ؟

ايک لاکهه سے زياده سروي و بلغاري لشکر توپوں کے دهانے کهولکر اگر ايڈريا نوپل کي مٹي کي ديواروں کو ڈها ديتا هے' تو يه کونسا دنيا کا نيا اور عجيب واقعه هے ؟ اسميں اُس قوم کيليے کونسي شرم کي بات هے جس نے ستره هزار فوج کے ساتهه ايک بے پناه اور مٹي کي ديواروں سے بنے هوے مقام ميں چهه مهينے تک مدافعت کي هو ؟ اسپر همیں ماتم نشيں هونے کي ضرورت نهيں - هم ايک لمحه کيليے بهي يه نهيں مان سکتے که بلغاري و سرويوں نے هماري جرأت و شهامت کو شکست ديدي - ليکن اے اُس خاندان اسلام کے ماتم گسارو ! جسکے چاليس کروڑ فرزند اس وقت سطح ارضي پر چلتے پهرتے هيں ! اگر يه سچ هے که تمهارے دل بهي مايوس هوگئے هيں' اور تمهارے دل کے اندر خداے ابراهيم و محمد (عليهما الصلواة والسلام) نے جو چراغ اميد روشن کيا تها' وه بهي بجهه گيا هے' تو پهر اسميں کوئي شک نهيں که واقعي سروي اور بلغاري مجاهدين صليب نے تم کو شکست ديدي' اور تيره سو برس کے اندر دنيا کي بڑي بڑي طاقتيں اور انسانوں کے بڑے بڑے لشکر جس دشمن کو گرا نه سکے تهے' آج واقعي بلقان کي چند رياستوں کے اجماع نے اُسے گرا ديا !!

هاں اگر يه سچ هے تو بيشک تمهاري اُس لافنا زندگي کو' جسے قيصر روم اور کسراے فارس موت سے بدل نه سکا تها' اُس نے مجروح کرديا هے - تمهارے ان آهني جسموںکو' جنهيں يرموک کے ميدان ميں متمدن روميوں کے لاکهوں تيروں کے نشانے زخمي نه کرسکے تهے' يقيناً اس نے خاک و خون ميں تڑپا ديا هے' اور تمهارے اُن نشانهاے توحيد اور علم هاے دين الهي کو' جسے اٹهه صليبي حملوں کے لاکهوں نيزے بهي نهيں گرا سکے تهے' سچ يه هے که سرويا کے سور چرانے والوں نے آج پاره پاره کرکے گراديا هے - پهر اسميں شک نهيں که تم مرگئے - تم' جو کبهي نهيں مر سکتے تهے' يقيناً مرگئے - تم' که تمهاري رگوں کے اندر خدا کي روح جلال جاري و ساري تهي' اور اسکي نصرت و حمايت کے ملائکهٔ مسومين تمهارے آگے دوڑتے تهے' يقيناً آج مرگئے - پس جس قدر تمکو ماتم کرنا هے کرلو' اور جس قدر جلد اپني قبر کهود سکتے هو' کهود لو' کيونکه خدا کي رحمت اور دنيا کي زندگي' صرف اميد رکهنے والوں کيليے هے' اور مايوسي کا نتيجه موت کے سوا آور کچهه نهيں - خدا تم کو نهيں چهوڑتا پر تم اسے چهوڑ رهے هو - وه تمهاري طرف ديکهتا ليکن تم نے نا اميد هوکر اسکي طرف سے منه موڑ ليا ! تم کو معلوم نهيں که يهي مايوسي هے جسکو تمهارے خدا نے کفر کي خودکشي سے تعبير کيا هے :

من كان يظن ان	جو شخص مايوس هوکر الله کي نسبت ايسا
لـن ينصـره اللـه	ظن بد رکهتا هو که اب دنيا و آخرت ميں
في الدنيا والاخره ،	خدا اسکي مدد کرنے هي کا نهيں' تو پهر
فليمــدد بسبب	اسکو چاهيے که اوپر کي طرف ايک رسي
الى السماء ، ثـم	تانے' اور اسکا پهندا بنا کر اپنے گلے ميں
ليقطـع ، فلينظـر	پهانسي لگالے اور اسطرح زمين سے (جهاں
هــل يـذهبن	اب وه اپنے ليے صرف مايوسي هي سمجهتا
كيـده ما يغيظ ؟	هے) اپنا تعلق قطع کرلے' پهر ديکهے که آيا
و كــذالـك	اس تدبير سے اُسکي وه شکايت جسکي وجه سے
انزلــنـاه ايــات	مايوس هو رها تها' دور هوگئي هے يا نهيں ؟
بينـات ، و ان	اسي طرح هم نے قران کريم ميں هدايت
اللــه يهــدي	و فلاح کي روشن دليليں اُتاري هيں' تا که تم
مــن يــريد -	اسپر عمل کرو' اور الله جس کو چاهتا هے اسکے
(٢٢ : ١٥)	ذريعه سے هدايت بخشتا هے -

هنوز آن ابر رحمت در فشانست

— * —

سب سے پہلے تو هم مايوسي کے اس حصے هي کو تسليم نهيں کرسکتے که دولت عثمانيه اور ترکوں کي طرف سے بالکل مايوس هو جائيں اور سمجهه ليں که اس جنگ نے انهيں اب بالکل عضو معطل کرديا - جو کچهه هو چکا هے' ابهي اسکے بعد بهي سنبهلنے کيليے کئي ميدان باقي هيں اور اگر عبرت و تنبيه کي يه سزائيں بے اثر نه رهيں اور بقيه قوا کے عامله کو اُبهرنے اور کام کرنے کي توفيق مل جاے تو اب بهي يه قوم' جسکي شمشير اٹهه سو برس سے علم اسلامي کيليے مدافعت کر رهي هے' پنپ سکتي هے' اور حالات فوراً متغير هو جا سکتے هيں -

دنيا ميں هميشه واقعات کا مطالعه کرنے کيليے دو طرح کي نظريں رهي هيں' ايک اميد کي اور دوسري مايوسي کي - حکماے يونان کي نسبت سنا هوگا که اثار و نتائج عالم پر بحث کرتے هوے ان ميں دو مختلف مذاهب اميد اور مايوسي کے تهے - پهر جس

طرح کی نظر سے تم دنیا کو دیکھوگے ' وہ اسی رنگ میں نظر آئےگی - مایوسی کی نظر سے دیکھو تو اسکے دلائل بھی بے شمار ھیں ' اور امید کا مذھب اختیار کرو تو اسکے پہلو بھی مایوسی سے کم نہیں - اسلام ھم کو ھمیشہ امید کی تلقین کرتا ھے' پس کیوں نہ ھم امید کے پہلوؤں ھی پر پہلے نظر ڈال لیں ؟

اس اعتبار سے دیکھا جاے تو (جیساکہ کسی وقت تفصیل سے لکھونگا) با ایں ھمہ حالات ' ترکوں کی طرف سے مایوس ھو جانے کی کوئی وجہ نہیں پاتا -

اور پھر اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جاے کہ اب ترکوں کی قوت کا بالکل خاتمہ ھوگیا تو مجکو خدا کیلیے جواب دو کہ کیا تمہارے خدا کی قوت کا بھی خاتمہ ھوگیا ؟ مان لو کہ ترکوں کی تلوار زنگ آلود ھوگئی تھی اور اب ٹوٹ کر انکے ھاتھوں سے گرگئی ھے ' لیکن کس کو معلوم ھے کہ ابھی خدا کے لا زوال خزانۂ نصرت میں اور کتنی غیر مستعمل تلواریں پڑی ھیں' جنکو وہ اپنے دین مبین اور کلمۂ محبوب کی حمایت کیلیے چمکا سکتا ھے ؟ اسلام ایک قوت الہیہ ھے ' جس کی زندگی انسانوں اور قوموں سے وابستہ نہیں ھے ' بلکہ قوموں کی زندگی اسکی متابعت اور معیت سے وابستہ ھے - پھر قومیں کرسکتی ھیں اور انسانوں کے فانی جسم مٹ سکتے ھیں ' پر وہ نہیں مٹ سکتا - وہ اپنے خداے لا زوال کی غیر فانی قوت کے ساتھہ ھمیشہ سے ھے اور ھمیشہ رھیگا ' کیونکہ وہ صداقت ھے' اور صداقت کب نہ تھی' اور کب نہیں رھیگی ؟

اسلام کا ظہور ترکوں کے ظہور کے ساتھہ نہیں ھوا ھے' بلکہ ترکوں نے اسکے دم سے اپنی ھستی کو برقرار رکھا ھے - کیا تیرا سو برس پہلے جب غار (حرا) کے غاروں سے حق کی روشنی چمکی' تو اس وقت ترکوں کا ھاتھہ اسکا محافظ تھا ؟ کیا (بدر) اور حنین کے میدانوں میں ترک تھے جنمیں سے تین سو فاقہ مستوں نے تین ھزار جوانان عرب کو خاک و خون میں ملادیا تھا ؟ کیا (یرموک) اور (قادسیہ) کے معرکہ ھاے خونیں میں وہ ترک ھی تھے' جنھوں نے رومیوں اور ایرانیوں کی ھزاروں لاشوں سے صحراے شام و مدائن کو بھردیا تھا ؟ وہ قوم جس کے دست اسلامی کے ھزارھا سالہ عظمت کا خاتمہ کردیا تھا ' ترکوں کی تو نہ تھی - وہ ' جس نے سپہ سالار روم کے سامنے اپنے نیزے کو ریشمیں قالین کے اندر سے زمین میں چبھو دیا تھا ' یقیناً کوئی ترک تو نہ تھا -

پھر (دمشق) اور (بغداد) کے تخت پر کون تھا ؟ اور کن کے گھوڑے تھے ' جنھوں نے (بحر الکاہل) کی مہلک طوفانوں سے گذرکر جبل الطارق پر علم توحید بلند کردیا تھا ؟ ترکوں کو تخت خلافت اسلامی پر قدم رکھے کتنے دن گذرے ھیں ؟ خدا کیلیے ان سوالوں کا جواب دو ' ترکوں سے پہلے جس قوت نے ھمیشہ علم توحید کی حفاظت کی ھے ' کیا وہ آج ترکوں کے بعد کسی دوسری قوم کو پیدا کر نہیں کرسکتی ؟ نادانو ! تم نے اگر اللہ کی بخشی ھوئی حکومت و عزت کو کھو دیا ھے تو غم نہیں ' لیکن یہ کیا بدبختی ھے کہ اپنے دلوں اور دلوں کی روح امید کو بھی کھو رھے ھو ؟

اس تیرہ سو برس کے اندر کتنی قومیں آئیں ' اور اپنی اپنی باری میں حفاظت اسلام کی خدمت انجام دیکر چلی گئیں - جب تک انھوں نے اسلام کا ساتھہ دیا اور اپنے اعمال و اعتقادات میں اس سے منحرف نہیں ھوئیں ' اس وقت تک وہ بھی انکے ساتھہ رھا ' لیکن جب انھوں نے اپنی صلاحیت اور قابلیت کھودی ' اور اس مقصد کو بھول گئے ' جسکی انجام دھی کیلیے زمین کی وراثت انکو دی گئی تھی ' تو انکا دور کارفرمائی ختم ھو گیا ' اور اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کی امانت کسی دوسری جماعت کے سپرد کر دی - وہ اپنے کلمۂ مقدس کی حفاظت کیلیے ھمارا محتاج نہیں ھے ' بلکہ ھم اپنے زندگی کیلیے اسکے دین مبین کی خدمت گذاری کے محتاج ھیں :

یا ایھا الناس ! انتم الفقراء الی اللہ ' واللہ ھو الغنی الحمید - ان یشاء یذھبکم ویات بخلق جدید - وما ذلک علی اللہ بعزیز (۳۵ : ۱۷)	اے لوگو ! تم اللہ کے دروازۂ فضل و توفیق کے محتاج ھو' اور اللہ تو بے نیاز اور بے نیازی کی تمام صفتوں سے متصف ھے - اگر وہ چاھے تو تم کو چھوڑدے' اور تمہاری جگہ اپنی دوسری مخلوقات لا بساے ' اور ایسا کرنا اسکے لیے کچھہ مشکل نہیں -

دوسری جگہہ سورۂ (نساء) میں ارشاد ھوا :

وان تکفروا فان للہ مافی السموات ومافی الارض وکان اللہ غنیا حمیدا - وللہ ما فی السماوات و ما فی الارض ' وکفی باللہ وکیلا - ان یشا یذھبکم ایھا الناس ! ویات باخرین ' وکان اللہ علی ذلک قدیرا (۴ : ۱۳۳)	اور اگر تم اسکے آگے نہ جھکوگے تو وہ تمہارا کچھہ محتاج نہیں ھے ' کیونکہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھہ ھے' سب اللہ ھی کے زیر حکم ھے اور وہ بے نیاز اور بہمہ صفت موصوف ھے - اگر وہ چاھے تو اے مغرور انسانو ! تم سے اپنی زمین کو خالی کردے اور اسکی جگہ دوسری قوموں کو لا بساے' اور وہ ایسا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ھے -

لا تا یسوا من روح اللہ !

دمبدم مشو ' کہ نا امیدی کفر است

پھر یہ ممکن ھے کہ اس کائنات ارضی کا ھر مخلوق نا امید ھو جاے ' یہ بھی محال نہیں کہ دنیا کی تمام قومیں اور تمام انسانی جماعتیں مایوسی کو اپنا قبلۂ مقصود بنالیں ' لیکن جن لوگوں کے دلوں کو اسلام کی امانت سپرد کی گئی ھے ' وہ تو کبھی مایوس نہیں ھوسکتے - اسلام سر تا سر امید ھے ' وہ جب کبھی کسی انسان کا ھاتھہ پکڑتا ھے تو پہلی چیز جو اُسے دیتا ھے وہ امید ھی ھے - اسکی اصطلاح میں ایمان امید کا نام ھے' اور مایوسی کفر کا مبدا ھے - حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی تھی کہ :

لا تا یسوا من روح اللہ ' انہ لا یایس من روح اللہ الا القوم الکافرون (۱۲ : ۸۸)	خدا کی روح رحمت سے مایوس نہو' اسکی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ھوسکتا مگر وھی بدبخت قومیں ' جنھوں نے اپنے دلوں کو کفر کا آشیانہ بنا لیا ھے -

اسکی پہلی آواز اپنے ھر پیرو کیلیے یہ ھے کہ " لا تقنطوا من رحمة اللہ ! " وہ مایوسی کو کسی حال میں ایک مومن کیلیے جائز نہیں رکھتا اور کہتا ھے کہ : ومن یقنط من رحمتہ ' الا الکافرون ؟ دنیا میں مسلمان مایوسی کیلیے نہیں پیدا کیے گئے ھیں' وہ صرف امید کیلیے ھیں ' اور جس دن اسکے لیے نہوں ' اس دن وہ مسلم بھی نہیں - یہ موقعہ اسکی تفصیل کا نہیں' مگر اُس آیت کریمہ کو یاد کرو جس سے اس مضمون کا افتتاح ھوا ھے - خدا نے مایوس ھو جانے والوں کی نسبت فرمایا کہ اگر وہ مایوس ھو گئے ھیں ' اور انکے رھنے کیلیے میری پیدا کی ھوئی دنیا موزوں نہیں " فلیمدد بسبب الی السماء ' فلیقطع " انکو چاھیے کہ رسی کا پھندا گلے میں ڈالکر خود کشی کرلیں ' کیونکہ مایوسی کی دوسری منزل خود کشی ھی ھے -

" الہلال " اپنی ھر اشاعت میں اس صداے الہی کو دھراتا ھے :

لا تھنوا ولا تحزنوا ' و انتم الاعلون ان کنتم مومنین -

مراسلات

صدا بہ صحرا

یعنی ایک خط

منجانب کمال الدین ایڈیٹر مسلم اینڈ اسلامک ریویو

بخدمت

ممبران اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ منعقدہ لکھنؤ

— * —

برادران اسلام - السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ - چند ماہ ہوے جب میں ہندوستان سے چلا - میرے اس سفر نے میری اغراض سفر کے متعلق بہت سے بیوجہ قیاسات بعض اصحاب کے دلوں میں پیدا کردیے - بہر حال میں کسی دنیوی مفاد کے لیے یہاں نہیں آیا تھا - **اشاعت و تبلیغ اسلام** میری زندگی کا ایک اعلی مقصد رہا ہے - اسی خیال نے مجھے ہندوستان میں جب تک میں وہاں رہا بیقرار رکھا ' اور اس دنیا کی طرف میرے آجانے کا بڑا بھاری باعث بھی یہی تھا - میں یہاں اُن وسائل و اسباب کو دریافت کرنے کے لیے آیا تھا جو اسلام اور علوم اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں یہاں استعمال ہو سکتے ہیں - لیکن میرے یہاں کے قیام نے مجھہ پر بعض ایسے اور امور کا انکشاف کیا جو مجھے پہلے معلوم نہ تھے اور میرا گمان ہے کہ شاید آپ میں سے بھی اکثر کو وہ باتیں معلوم نہونگی - آج آپ اپنی آیندہ بہتری اور قومی بہبودی کے وسائل سوچنے اور انپر غور کرنے کے لیے جمع ہوے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاکر آپ کی توجہ اور غور کو ان حالات کی طرف منعطف نہ کروں جو مجھہ پر یہاں آکر کھلے ہیں ' تو میں ایک قیمتی موقعہ کو اپنے ہاتھہ سے گنواتا ہوں - اسلامی سلطنتوں کی قطع برید کرنا اور پھر آخر کار اُن کا خاتمہ کردینا ہی اِس وقت بعض کے زیر نظر نہیں ' بلکہ روے زمین سے ہمیں بحیثیت قوم مسلم مٹادینا نصب العین ہو رہا ہے - موروں (مسلموں) کا جو حشر اندلس میں ہوا ' وہ ہر جگہ ہمارے انتظار میں ہے اور ہمارا نسیاً منسیا ہونا اب وقت کا سوال ہے -

داعی اسلام :
جناب خواجہ کمال الدین صاحب
بی - اے - مقیم لندن

بد قسمتی سے ہر جگہ یورپ کی عالمگیر خواہش اقتدار و تحکم کی روک ہم مسلمان ہی ہوے ہیں ' ہم ہی نے ہر جگہ عیسائیت کو بحیثیت مذہب مغلوب کیا ہے ' لہذا اگر بعض کلیسیا اور بعض ڈپلومیٹک حلقوںمیں ہماری ہستی پسند نہیں کیجاتی ' تو یہ کوئی حیرت افزا بات نہ تھی ' لیکن اب تو اور وجوہ کو چھوڑ کر محض ہمدردی انسانی کے متقاضی مغربی بلاد میں بظاہر یہی سمجھا گیا ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو - ہمارا خاتمہ کر دیا جاوے -

برادران ! اس سے آپ حیران نہ ہوں کہ مغربی دنیا نے ہمارے متعلق یہ رائے کیوں قائم کرلی ؟ اس کے اسباب دریافت کرنا کوئی محال امر نہیں - یورپ نے اسلام اور مسلم کا جو مفہوم سمجھہ رکھا ہے ' اگر وہ صحیح اور درست بنیاد پر ہے ' تو پھر میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں ایک دل کا صاف انسان ' جس کو کچھہ بھی ہمدردی بنی نوع ہے ' یورپ کی اس کام میں مدد نہ کرے جس کی غرض یہ ہے کہ **اسلام کو اب دنیا سے مٹا دیا جاے**

لیکن اگر یہ امور یورپ میں عمداً غلط بیانیوں اور کسی کو ارادتاً بدنام کرنے کے ارادہ نے پیدا کر رکھے ہیں ' تو پھر عام طور پر اہل یورپ کا کیا قصور ہے ؟ اور ایسا ہی اس سے بھی کوئی فائدہ مترتب نہ ہوگا کہ ہم ان غلط بیانی کرنیوالوں اور اپنے بد نام کنندگان کا احتساب کریں - میرے نزدیک بہترین علاج یہ ہے کہ ہم یورپ کے مطلع سے اس جہالت کے بادل کو ہٹادیں ' جو اس وقت یورپ پر محیط ہو کر اہل یورپ کو اسلامی محاسن دیکھنے کے ناقابل بنا رہا ہے -

تعداد ازدواج ' غلامی ' جزیہ ' جہاد ' صرف یہی مسائل نہیں جن کی غلط تعبیر کورانہ نفرت اور ناحق کے غصہ کو یہاں بھڑکا رہی ہے ' بلکہ اب تو ہر ایک اسلامی شعار زیر عتاب ہو رہا ہے اور نا قابل اصلاح سمجھا گیا ہے - ہمارے اصول الہیات ہوں یا ہمارا فلسفہ اخلاق ' ہمارا تمدن ہو یا ہمارا اقتصاد ' ہمارے خانگی امور ہوں یا مجلسی امور ' الغرض ہمارا ہر امر بھیانک اور وحشیانہ سا نظر آ رہا ہے - ہمارا مفہوم الوہیت مزیل شان باری تعالی ' اور ہمارا اندازہ انسانی انسانیت پر حملہ خیال کیا گیا ہے - نہ تو ہم فرقہ اناث کی نیک فطرت و عصمت پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہمیں فرقہ ذکور کی قدر افزائی اناث پر بھروسہ ہے - کہا جاتا ہے کہ ہم حسد و رقابت سے مغلوب ہوچکے ہیں اور اسی لیے ہم نے بنی نوع کو اُس خوشی سے محروم کر رکھا ہے جو عورت اور مردوں کے خصوصاً بال وغیرہ میں خلا ملا اور بے تکلف ملنے جلنے سے پیدا ہوتی ہے - ہم تو حقیقی خوبصورتی اور علو شان کی طرف سے بھی بالکل اندھے ہیں چنانچہ ہم پسند نہیں کرتے کہ ہم اپنی مستورات کے دل لبھانے والے محاسن اور ان کی خوبصورتی کا کسی غیر کو قدردان ہونے دیں ' حالانکہ یہ حسن و خوبی تو عورتوں کو نہ صرف ہماری ہی بلکہ دنیا کی عام مسرت اور خوشی بڑھانے کے لئے ید قدرت نے عطا فرمائی تھی ' اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم نے مخلوق کے نصف بہترین حصہ یعنی عورتوں کو چار دیواری میں بند کردیا ہے اور جو کچھہ اُن میں خیر و خوبی تھی اس طرح اس کا قلع قمع کر دیا ہے - ہمارے اصول اخلاق بھی عجب بے آہنگی اور بے جوڑ ترکیب اپنے اندر رکھتے ہیں - کہیں رہبانیت ہے تو کہیں عیش پرستی - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام جذبات بہیمیہ کو تو ضرور مشتعل کرتا ہے لیکن حلیم جذبات کے نمو کیلئے اسمیں کوئی جگہ نہیں - اِس سے مذہبی خبط بھڑکتا ہے اور اسلام عقل اور حس مشترک کا خون کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ مسلم زور بازو سے فتوحات بھی کر لیتا ہے اور تلوار کے زور سے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ بھی رکھہ لیتا ہے لیکن مفتوحہ اقوام پر عمدہ حکومت کرنا اسلام کا کام نہیں - القصہ جہالت ' تنگدلی ' تند مزاجی ' درندگی ' عیش پسندی ' نواہی حالات سے نا مناسبت اور نہ معلوم اور کس قدر نفرت انگیز اسی طرح کی باتیں مغربی لوگوں نے ہمارے سر تھوپ رکھی ہیں اور جنکے ذریعہ پادری اپنے نرم الفاظ کے لفافہ میں ' اور بین الاقوامی سفرا اپنے طنز آمیز اشارات میں ہمارے خاص " محاسن " بیان کیا کرتے ہیں - یہ تو ضرور کہا جاتا ہے کہ اسلام پر بھی دن آچکے ہیں - اسلام نے بھی بنی نوع کی

اس حد تک ضرور خدمت کی ہے کہ وحشی اقوام کی اصلاح کی ہے - اسلام اب بھی مغربی تہذیب اور مغربی مذہب کا راستہ صاف کرنے میں بعض جگہ کام آسکتا ہے - مثلاً وسط افریقہ میں - لیکن جہاں اب کچھہ تہذیب و ترقی ہوچکی ہے - وہاں اسلام کو اپنے سے بہتر چیز کے لیے جگہ خالی کردینی چاهیے -

یہ مختصر سا خلاصہ ان امور کا ہے' جو اخبارات' میعادی رسائل' کتب' تھئیٹر' تماشہ گاہ' تصاویر متحرک' اور عام گفتگو کے ذریعہ مجھہ پر اپنے تعلق اور اپنے مذہب کے متعلق صرف چھہ ماہ کی میعاد میں منکشف ہوے - حالانکہ گذشتہ بیس سال سے مذہب ہی میرے زیر مطالعہ رہا لیکن یہ باتیں بیس سال میں مجھے اپنے اور اپنے مذہب کے متعلق سمجھہ نہ آئیں' اور آتی بھی کس طرح' جبکہ یہ سب کی سب باتیں دروغ' افترا' اور نہایت ہی بیجا غلط بیانی ہے - اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں یہ امور بعض دشمنان اسلام نے عمداً یہاں پیدا کردیئے - لیکن اب تو یورپ میں لکھوکھا کا یہی یقین ہے اور انگلستان کا اسمیں کوئی استثنا نہیں - لہذا یہ اسی غلط یقین اور غلط محاکمہ کی بنیاد پر ہے کہ یورپین اقوام ہمارے مخالف طبع بعض باتیں سوچا کرتی ہیں اور ایسا کرنے میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتی ہیں - وہ اپنے غلط خیال و محاکمہ میں بنی نوع کی بہبودی چاہتے ہیں اور اس کے مذبح پر وہ ہم کو قربان کرنا پسند کرتے ہیں - ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے نصف دنیا کو خراب کر رکھا ہے اور اسلئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ بقیہ نصف کو ہمارے مضر اثر سے بچا لیا جاوے - لہذا یہ کوئی حیرت افزا امر آپ نہ سمجھیں' جیساکہ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ امریکہ میں ریاستہاے متحدہ بذریعہ قانون مسلمانوں کا سرزمین امریکہ میں روکنے کا ارادہ رکھتی ہیں - ایسا ہی یہ امر بھی کچھہ عجیب نہیں اگر یورپ' جو اس وقت خود بخود ہی خیر خواہی خلق اللہ کا محافظ بن بیٹھا ہے' اسلامی سلطنتوں کو خاک میں ملانے کی تجویز میں ہے - ممکن ہے کہ اسلامی سلطنتوں کی تقسیم یورپ نے اپنے درباروں میں مدت سے کر رکھی ہو - مگر وہ تقسیم اب گذشتہ دس سالوں کے اندر اندر معرض عمل میں آرہی ہے - جب ان کے نزدیک اسلام بنی نوع کے لئے لعنت کا حکم رکھتا ہے تو پھر جتنی جلدی یہ دور ہو' اتنا ہی اچھا ہے - یہی توجیہ بظاہر نظر آتی ہے کہ یورپ بالکل خاموش رہا اور سرد مہرانہ بے اعتنائی سے اُن وحشیانہ مظالم اور خلاف انسانیت ظالمانہ حرکات کو دیکھتا رہا جو ہزاروں ایسے مسلمانوں کی موت کا باعث ہوے جو ہرگز شامل جنگ نہ تھے - تھریس' مقدونیہ اور البانیہ میں تمام اصول انسانیت و شرافت بلغاری اور مانٹی نیگروین وحشیوں کے پاؤں تلے روندے گئے - تمام قوانین و ضوابط جو ہیگ کانفرنس نے بنائے' وہ جنگ بلقان و طرابلس میں توڑدیے گئے - لیکن یورپ پر اس کا کچھہ اثر نہ ہوا - چہ جائیکہ ان عدیم المثال مظالم سے اولی خفیف سا احساس و رنج ہی اہل یورپ کو ہوتا' بلکہ ان پر پردہ ڈالنے کوشش اور حقیقت کو غلط دکھلانے کی کوشش کی گئی اور ان کی تشریحات کی گئیں - ذیل کی چٹھی سے' جو اتفاقاً اسی دن یہاں کے اخبار ڈیلی میل میں شائع ہوئی جس دن میں یہ خط لکھہ رہا ہوں' معلوم ہوجائیگا کہ اس طرح کہاں تک انسانوں سے حقیقی واقعات چھپا کر' ان مظالم کے متعلق محاکمہ کرنے میں ان کو گمراہ کیا جاتا ہے :

قتــل عــام محـــدودبـــه

جناب - ہم میں سے بعض اپنے عیسائی بھائیوں کے خلاف الزام تقین کرنے کے کیسے حریص ہیں' لیکن الزامات خواہ کیسے ہی خطرناک ہیں' اگر سچ بھی ہوں تو بھی ایک ترک کو اس کے خلاف شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں - کیونکہ یہ تو اس کے اپنے ہی ہاتھہ کا بویا ہوا پھل ہے جو اسے آج کاٹنا پڑا - جو خطرناک نقشہ سنہ ۱۸۹۶ ع کے قتل عام آرمینیا کا ایک چشم دید جہازی نے مجھہ سے بیان کیا تھا' اس کا اثر اس وقت تک میرے دماغ پر ہے - اگر عیسائی باقاعدہ افواج نے ایسے افعال کئے ہیں جو ایک عیسائی کے شایان نہ تھے تو یہ تو اُس تعلیم کا نتیجہ ہے جو صدیوں سے مسلمانوں نے اُن کو دی ہے اور یہ ایک مزید وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کو اب مٹادیا جائے - ایک ظلم رسیدہ قوم یا تو غریب آرمینیوں کی طرح بزدل ہوجایگی یا اہل کریٹ کی طرح تند خو ہوجائیگی - مسلمانوں نے ہر جگہ مصر اور ہندوستان میں عیسائی حکومت سے فائدہ اُٹھایا لیکن عیسائیوں کی حالت تو کہیں بھی اسلامی حکومت کے ماتحت درست نہ ہوئی - اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو بیشک یہ ایک نہایت ہی دردناک مثال ہیں -

... مارکس رانر	لا بیدل ایڈمس
رانس سمل	۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع

اسمیں شک نہیں کہ انگلستان کو جو مراعات ہماری ہیں' اُن کیوجہ سے وہ بیشک اب تک الگ رہا ہے' لیکن مجھے خطرہ ہے کہ ہماری مبینہ پسندی اور ہماری معکوسی فطرت تو کچھہ ایسی ناقابل اصلاح سمجھی گئی ہے کہ شاید انگلینڈ اب ایسے کمزور کا ساتھہ نہ دے - ابھی ابھی اُس کی پشتینی دوستی مبدل بغیر جانب داری ہوچکی ہے اور یہ غیر جانب داری بھی ممکن ہے قائم رہے یا نہ رہے -

برادران! جسمانی طور پر تو میں آپ سے بہت دور ہوں لیکن میرا دل آپ کے ساتھہ ہے - میری یہ چٹھی جس تکلیف کا باعث ہوگی اُس کی کیفیت اور کمیت کو میں یہاں بیٹھا محسوس کر رہا ہوں' لیکن آپ صبر سے کام لیں اور نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھہ اُن تجاویز پر غور کریں' جن سے اس مصیبت کا علاج ہو - ہمارے متعلق یورپ نے جو محاکمہ اور قیاس کیا ہے اگر وہ درست ہے' تو پھر شکوہ و شکایت ہی کیا - اگر ہمارے دن لوگوں سے اب گن چھوڑے ہیں تو پھر ہم اس بات کے ہی مستحق ہیں' لیکن اگر یورپ دریاۓ جہالت میں غرق ہے اور ہمارے متعلق عمداً افتراء اور غلط بیانی کا شکار ہو رہا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم یورپ کو اس غلطی سے نکالیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آزادی اور حریت کی جس سرزمین میں بیٹھا ہوں اس میں بہت سا ایسے اسان نکالیں گے - زیادہ توضیح کے لئے میں آپ کو آج سے پچاس سال پہلے کے دن یاد دلاتا ہوں جبکہ انگلستان ترکی کا رفیق تھا - اُس وقت ہم انگلستان کی مدد پر حصر کرتے تھے -

انگلیڈسٹن کی متعصب مسیحی فطرت اسلام کو نہ دیکھہ سکتی تھی' اور وہ یہی چاهتا تھا کہ ترک بیٹک بیدی و درگوش یورپ سے نکل جائیں تو حرج نہ تھا - اُس کے برخلاف یہاں ایک زبردست عام رائے بھی تھی جس کا گلیڈسٹن کو مقابلہ کرنا تھا - حتاہیدہ وہ دنیا سے رخصت ہوگیا' لیکن اس آرزو کو ساتھہ ہی لیے ہوا - انگلستان کی محبت عثمانیہ کو نفرت عثمانیہ سے

بدل دینا ایک بڑا بھاری کام تھا - چنانچہ اس کمینہ ارز کنندے کام کو سر انجام دینے کے لیے بدگو، مفتری، جھوٹ بولنے والوں کی ایک نسل پیدا ہوگئی - ترکوں کے برخلاف بلحاظ قوم تو کیا کہا جاسکتا تھا، اس لیے ہر ایک قابل نفرت امر اسلام کے سر تھوپا گیا - کیونکہ یہ ترکوں کا مذہب تھا، اور اُس مذہب کو جو دنیا میں امن، روشنی، اور تہذیب لایا، اور جس کی تعلیم نے کل تہذیب جدیدہ کے بنیادی اُصول تعلیم کیے، اُس مذہب کو تاریک سے تاریک رنگوں میں ظاہر کیا گیا جس کا نتیجہ موجودہ حالات ہوگئے -

خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ہمیں برطانوی سلطنت کے زیر سایہ رکھا ہے اور کئی طریق پر یہ سلطنت ہمارے لئے مفید بھی ہوئی ہے - اب بھی انگریزی قوم انصاف و نصفت شعاری کی حامی ہے - اب بھی کمزور کا ساتھہ دینا اس قوم کا شعار ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اگر عمدہ رہنمائی سے با ضابطہ کوشش کی گئی اور ہم نے اپنے معاملات سے یہاں کے لوگوں کو اطلاع دی تو یقیناً یہاں پالیسی بدل سکتی ہے - علاوہ ازیں "جان بل" اپنے معاملہ کو خوب سمجھتا ہے اور کسی کے لیے اپنے معاملہ کو نہیں بگاڑ سکتا -

جن لوگوں نے ہمارے خلاف یہ صورت حال پیدا کر رکھی ہے وہ بھی بڑے ہوشیار ہیں، وہ بھی کوشش میں لگے ہی رہتے ہیں کہ یہاں کے متدین لوگوں کو ہمارے معاملات اصلی حالت میں نظر نہ آویں - وہ جانتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی متفقہ آواز اگر یہاں پہنچ گئی تو یہاں کے خیالات اور راے کے بدلنے کے لئے کافی ہوگی - اسلیے ہمارے حالات اور کاروبار کو اُلٹے طور پر یا نہایت ہی خفیف کرکے بیان کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے - مثال کے طور پر میں اُس دلچسپی کا ذکر کرتا ہوں جو آج کل ہمیں معاملات ترکی سے ہے - وہاں سلطنت کے بڑے بڑے شہروں میں آپ عظیم الشان رفیع جلسہ کر رہے ہیں، جن کی اہمیت نے اعلیٰ افسران سلطنت تک کو آپ کا ہمدرد بنا رکھا ہے - لیکن یہاں کا اخبار پال مال گزٹ اپنے ناظرین کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہے، جب وہ اپنی ۳۱ - کی اشاعت میں بیان کرتا ہے کہ کلکتہ، لاہور، یا دیگر مقامات کے اسلامی جلسے جو بلقانی جنگ کے متعلق برطانوی طریق عمل پر ہو رہے ہیں، چنداں قابل التفات نہیں - کیونکہ نوجوان ترکوں کی طرح یہ جلسے بھی چند نوجوان مسلمانوں کی شورش سے ہیں - تمام مسلمان قوم تو اسوقت سخت گھبراہٹ اور بے چینی میں ہے اور یہاں کنسرو یٹو جماعت کا یہ آرگن لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ ہم کو ترکی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ مسلمانان ہند کو اس قدر انجام ترکی کے متعلق تشویش ہی ہے، بلکہ یہ تو انڈیا مسلم لیگ کے چند نوجوان ممبروں کی کار روائی ہے - جب ہماری حکمران قوم کی یہ بد قسمتی ہے کہ اُس میں ایسے نا قابل اعتبار وقائع نگار اور قوم میں راے پیدا کرنے والے ایسے نا اہل انسان پیدا ہوئے ہیں، تو پھر اگر وہ کوئی غلطی کر گذرے تو اُس قوم کا کیا قصور؟ یہ تو محکوم قوم کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کو اپنے حالات سے صحیح اطلاع دینے کا مناسب انتظام کریں - ہمارے برادران وطن بھی بڑے ہی ہوشیار اور سمجھہ دار ہیں - مدت سے انہوں نے اس راز کو سمجھہ لیا ہے اور نہایت ہی اطمینان بخش اس کا علاج کرلیا - انہوں نے یہاں نہایت ہی نا معلوم لیکن نہایت ہی کارکن ذرائع پیدا کرلیے جن سے وہ اپنے مفید خیالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور اپنی پیش بینی کے ثمرات حاصل کر رہے ہیں -

برادران قوم! آج آپ لکھنؤ میں اُن امور پر غور کرنے لئے جمع ہوئے ہیں جو بالکل آپ کے قریب پیش نظر ہیں - لیکن ارا اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں کی طرح الگ تھلگ کی چار دیواری میں اپنے اغراض و مفاد کو محدود نہ کرو - مسلم تو کل روے زمین کا باشندہ ہے - اُس کا وطن تو کل دنیا ہے - وہ تو نواحی حالات کا غلام نہیں -

برادران! تمہیں ایک دن خدا اور اس کے رسول کے سامنے حاضر ہونا ہے جس نے تم میں اپنا مقدس پیغام چار اکناف عالم میں پہنچانے کیلیے ودیعت کیا ہے لیکن اب نصف دنیا کا دروازہ تم پر بند ہونے لگا ہے اور بقیہ نصف دنیا میں تمہارے دشمنوں نے تمہارے دن گن چھوڑے ہیں - ان حالات کے پیدا کرنے کا ذمہ دار ایک حد تک یورپ کا وہ شوق بھی ہے، جس کے ماتحت وہ کل دنیا پر اپنی عظمت قائم کرنے کی فکر میں ہے - لیکن اس کا بڑا بھاری باعث وہ غلط راے، اور غلط محاکمہ، اور غلط مفہوم ہے - جو مغرب میں اسلام کے متعلق قائم ہوچکا ہے - یہ افترا اور بہتان جو ہم پر یہاں لگاے جاتے ہیں کچھہ تو پادریوں کی مہربانی ہے اور کچھہ ایک سخت گہری پولیٹکل مصلحت کا نتیجہ ہے - بدگو مفتریوں کے نہ تھکنے والے قلم نے ہم کو زیادہ تر نقصان پہنچایا ہے - اب اگر ضرورت ہے، تو اس کے مقابل ایسے ہی قلم کی ہے جو حمایت میں اٹھے! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو یورپ کے آلات حرب تمہیں اس قدر خاک میں نہیں ملا رہے ہیں، بلکہ یورپ کی گمراہ کردہ وہ عام راے یہ کام کر رہی ہے جو ہمارے متعلق ہے اور جس نے یہ ایام بد ہمارے لیے پیدا کردیے ہیں - خدا نے چاہا تو ترک تو اس مصیبت سے نکل ہی جاوینگے - لیکن ہمارا بہ حیثیت قوم روے زمین پر قائم رہنا اُس راے اور محاکمہ کی تبدیلی پر منحصر ہے، جو نہایت رذیل طریق پر ہمارے خلاف قائم ہوچکی ہے -

برادران! یہ ایک بڑا بھاری مسئلہ آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فوری اور آنی توجہ اور غور کو چاہتا ہے - میں تو یہاں عاجزانہ طریق پر اپنی مذہبی دھن میں آنکلا تھا اور دولت کمانا تو میرا مقصد ہی نہ تھا - میں تو خود اپنی روز افزوں چلتی وکالت کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں جسکے متعلق آپکا انتخاب کردہ پریسیڈنٹ آپکو اطلاع دیگا - لیکن مجھے یہاں آکر اپنے ارادہ کو کچھہ بدلنا پڑا - میں اپنے نقصوں سے واقف ہوں اور یہ بڑا بھاری کام ہے جو میرے سامنے ہے اور اس کام کا حق اُسی صورت میں ادا ہوسکتا ہے جب ہمدردانہ کوشش مل جل کر ہو - میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی مجھسے بہتر اور زیادہ کامل انسان آئے - میرا دل چاہتا ہے کہ لندن میں آپکے روزانہ اور ہفتہ وار اخبار ہوں جو ہزاروں میں مفت تقسیم ہوں، کوئی کامریڈ ہو، کوئی محمدن ہو، کوئی آبزرر ہو، کوئی ریویو آف ریلیجنز، کوئی زمیندار ہو،

خدا آپ کے ساتھہ ہو اور آپ کے دلوں میں وہ ضروری باتیں القا کرے جس سے آپ کے معاملات کل روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہوں -

آپکا دینی بھائی
خواجہ کمال الدین } ۱۵۸ - فلیٹ اسٹریٹ - لندن

الهلال کي ایجنسی

— * —

هندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرهٹی هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود هفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

احرار اسلام

ادبیات

جرأت صداقت

مدتوں حضرت (عباس) بھی تھے شامل کفر * کم سے کم یہ ، کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
(بدر) میں آکے لڑے ، اور گرفتار ہوے * بسکہ تقدیر میں تھی خانۂ زنداں کی زمیں
قیدیوں کے لیے جو گھر کہ ہوا تھا طیار * اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں
رات کو حضرت عباس کراہے اکثر * قید کرتے ہوے اوروں نے جو مشکیں تھیں کسیں
دیر تک سرور عالم کو رہی بے خوابی * کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی قریں
وجہ پوچھی جو صحابہ نے ، تو یہ فرمایا : * " آتی ہے کان میں عباس کی آواز حزیں "
جب سنا یہ ، تو وہیں کھول دیے ہات اُن کے * چین سے حضرت عباس نے راتیں کاٹیں

* * *

تھا اِنہی حضرت عباس کا پوتا (منصور) ، * جو کہ ایوان خلافت میں ہوا تخت نشیں
ایک دن حکم دیا اُسنے کہ (اولاد رسول) * ایک جا جمع کیے جائیں ، جو مل جائیں کہیں
پھر دیا حکم کہ ان سب کو پنھا کر زنجیر * کہہ دو اِن سے کہ بنیں خانۂ زنداں کے مکیں

* * *

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا (منصور) * پا بزنجیر تھے سادات یسار اور یمیں
ساتھہ ساتھہ آتے تھے پیدل جگر و جان رسول * اور منصور تھا زیب حرم خانہ زیں

* * *

ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا : * "گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشیں
غزوۂ بدر میں لیکن جو کیا ہم نے سلوک * وہ تو کچھہ اور تھا ، ہے یاد بھی تمکو کہ نہیں؟"

(شبلی نعمانی)

غزل

مراکہ یک دل و صد گونہ آرزو ها [illegible] * شکیب و صبر چگویم کہ نیستم ، یا هست
دلم بہ نازکی لعل او همی لرزد * کہ بوسہ بے ادب و شوق بے محابا هست
ز ناوک غلط انداز خود چہ می ترسی * بیا کہ برلب من شکوہ هاے بیجا هست
حدیث دلبر چو گویند با من مجنوں * گماں برم کہ مگر گوشۂ ز صحرا هست
ز سینہ تا بزبا نم پُر است ، و غمزۂ او * هنوز در ادب آموزی تقاضا هست
بہ سخت جانے من کس مباد کز عمرے * مدار زندگیم وعدہ هاے فردا هست
هزار حیف کہ در ملک حسن نتواں یافت * بجز متاع جفاے کہ هست و هر جا هست
بیا کہ ما و تو هر دو برابر اُفتادیم * هر آں قدر کہ وفا با تو نیست ، باما هست
جفا کنی و بہ این خیرگی نمی ترسی * کہ روز داد گر امروز نیست ، فردا هست
هنوز نشہ دو شینہ در برم باقی است * کہ درس گریم و بعشم ز جام و صهبا هست

(شبلی نعمانی)

P TED & Published by A. . AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

اختلال دولت عثمانیہ

اور

مصائب اسلامی

حضرت مولانا - السلام علیکم - آجکل جو مصائب اسلامی دنیا پر حسب مشیت ایزدی نازل ہو رہے ہیں' وہ اظہر من الشمس ہیں - وہ مسلمان خوش قسمت ہیں جو اخباری دنیا سے باہر رہتے ہیں - جنکو اسوقت تک معلوم بھی نہیں کہ قسطنطنیہ کہاں ہے؟ کہاں جنگ ہو رہی ہے؟ اور فریقین جنگ کون ہیں؟ ایسے بیخبر مسلمانوں کی تعداد بھی کروروں سے کم نہیں' مگر جو لوگ جانتے ہیں کہ قسطنطنیہ مرکز خلافت ہے اور اسوقت صلیب پرستوں کی مظفر و منصور فوجیں اِس اسلامی مرکز کے دروازہ تک پہونچگئی ہیں اور بزور شمشیر دروازہ توڑکر اندر داخل ہونیکے لیے تیار ہیں' ایسے لوگوں کی تعداد بھی اسوقت کروروں سے کم نہیں - یہاں پرسوں پنجشنبہ کے روز معلوم ہوا کہ بلغاریوں نے ایڈریا نوپل تسخیر کرلیا' توحید وہانسے رخصت ہوئی اور تثلیث کا دور دورہ شروع ہوگیا - میری زبان سے اوسوقت بے اختیار یہی نکلا " یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیا " اب بہر حال جنگ کا خاتمہ ہے - عارضی صلح کے خاتمہ پر بلغاریوں نے جو دھمکی دی تھی اور جسکی وقعت ہماری اسلامی نظروںمیں گیدڑ بھبکی سے زیادہ نہ تھی' اوسکی واقعات نے تصدیق کر دی -

اب میں اپنے چند خیالات جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ یہی خیالات اسوقت لاکھوں مسلمان دلوں میں موجود ہونگے اور اگر آپ اپنی راے ان خیالات کے متعلق اپنے اخبار کے ذریعہ سے ظاہر فرمائینگے تو خالی از فائدہ نہوگا -

جسوقت بلغاریوں نے قرق کلیسا پر صلیب کا جھنڈا نصب کیا اسیوقت مسٹر گلیڈسٹن کی آرزو کی تکمیل ہوگئی' یعنی خداوند واحد کے پرستاروںکا سر زمین یورپ سے نام و نشان مٹ گیا: اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاؤ وتنزع الملک ممن تشاؤ!!

اب بھلا اس صلیبی سیلاب کو کون روک سکتا ہے؟ خدا کے لیے تو بلاشبہ سب کچھہ ممکن ہے مگر خدا کی جو مشیت ہے وہ اون اسباب سے صاف ظاہر ہے جو اوسنے اسوقت پیدا کررکھے ہیں - ترکوں میں نہ تو اتفاق ہے نہ دولت' نہ علوم اور نہ قوت انتظامیہ - البتہ بلحاظ شجاعت و شہامت وہ اسوقت بھی دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے مگر خالی شجاعت سے بنتا ھی کیا ہے سوڈان کے درویش جس قسم کے بہادر تھے وہ دنیا کو معلوم ہے - آخری جنگ میں انکی شجاعت ھی اونکی شکست کا باعث ہوئی - ترکوں کے مقابلہ میں ایک طرف تو تمام صلیبی دنیا ہے اور دوسری طرف خود اندرونی فساد ہے - میں نے جسوقت آپکا وہ پرچہ دیکھا' جسکے ٹائٹل پیج پر ناظم پاشا کولی کھا کرگرتا ہوا نظر آتا تھا تو میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ " خدا حافظ اوس قوم کا' جسکے گھر کے دروازہ تک زبردست دشمن پہنچگیا ہو اور وہ آپسمیں ایک دوسریکو بندوق کا نشانہ بنا رہی ہو "

ترک کیوں مغلوب ہوئے؟ اسکے جواب میں خود اہل یورپ تسلیم کرتے ہیں کہ بلقانیوں نے ترکوں کو مغلوب نہیں کیا' بلکہ بلقانیوں کے سامان رسد رسانی نے ترکوں کے سامان رسد رسانی کو مغلوب کرا لیا - یعنی یہ جنگ سپاہیوں کی جنگ نہیں تھی بلکہ بلغاری محکمہ کمسریٹ' ترکی محکمہ کمسریٹ سے لڑ رہا تھا - بلغاریوں کے پاس کھانیکو موجود تھا اور بیچارے ترک بھوکے تھے - میرے خیال میں اس بد انتظامی کا ذمہ دار کوئی خاص شخص نہیں' بلکہ اسکا باعث عام خرابی نظم و نسق ہے جس سے غالباً ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ بھی آزاد نہیں -

پس ایسی صورت میں اگر آغا خاں نے ترکوں کو یہی مشورہ دیا کہ اب آیندہ کے لیے یورپ کو ترک کردو اور ایشیا کو اپنا موطن سمجھو تو اسمیں کیا برائی ہے؟ قدرت نے سامان ھی ایسا مہیا کر دیا ہے کہ لا محالہ یورپ چھوڑنا پڑے - مسلمانوں کے لیے تو یہی غنیمت ہے کہ کسیطرح ترک ایشیا ھی میں اپنا قدم مضبوطی سے جمالیں' ورنہ سامان تو کچھہ ایسا نظر آتا ہے کہ یہاں بھی اونکو آرام و چین نصیب نہ ہوگا -

(۲) مجھے سخت تعجب ہوتا ہے جبکہ میں بعض سر برآوردہ اسلامی اخباروںمیں اس امر کی تحریک دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کو یوروپین ساخت کی اشیا کا استعمال ترک کردینا مناسب ہے -

پولیٹکل ماتحتی کا لازمی نتیجہ تمدنی اور تجارتی ماتحتی ہے یورپ کے اسباب کا بائیکاٹ کرنا قریباً ایساھی نا ممکن ہے جیسا کہ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا - ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں' مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا - کام وہ کرنا چاہیے جو ممکن ہو؟ نہ کہ یہ کہ آپ کوہ ہمالیہ کو اوسکے مقام سے ہلا دینے کی کوشش کریں - یہ تو ممکن ہے کہ آپ دو چار پتھر وہانسے اٹھا لائیں مگر پہاڑ کو اوسکی جگہہ سے ہلا دینا نا ممکن اور محال ہے - اسیطرح چند اصحاب کا بعض اشیاء یورپ کو بائیکاٹ کردینا ممکن ہے' مگر ایسا عام بائیکاٹ جسے اہل یورپ محسوس کریں از قبیل محالات ہے - مگر باوجودیکہ بائیکاٹ صاف طور پر ایک نا ممکن امر ہے' تاہم بعض صاحب الراي نہایت سنجیدگی سے اسبارہ میں خامہ فرسائی فرما رہے ہیں -

(۳) میں کچھہ بہت متمول نہیں ہوں تاہم جسقدر مجھکو خدا نے ہمت دی ہے میں مسلمان مصیبت زدگان جنگ کی امداد کے لیے روپیہ بھیجتا رہا ہوں' اور مجھے یقین ہے کہ اسوقت خیرات کا مصرف سب سے زیادہ بہتر اور مقدم یہ ہے کہ اپنے اون مسلمان بھائیوں کی جو اس جنگ کے سبب سے گرفتار مصیبت ہیں حتی المقدور روپیہ کے ذریعہ سے امداد کیجائے - اس سے بڑھکر میرے خیال میں کوئی کار خیر نہیں - مگر تمسکات قرض کی خرید کے بارے میں میری راي ڈانواں ڈول ہے - میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ کچھہ تمسکات خریدوں مگر چند خیالات اسوقت تک مانع رہے ہیں اور وہ یہہ ہیں -

ترکی کی مالی حالت اسقدر خراب کیوں ہے؟ خرابی کا باعث بجز اسکے اور کیا ہے کہ انتظام سلطنت سزاوار تحسین نہیں - اگر ممکن ہے کہ اسوقت کارکنان سلطنت (ماضی و حال) کی جیبیں روپیوں سے پر ہوں اگر چہ خزانہ سلطنت بالکل خالی ہے' تو کیا ممکن نہیں کہ اسوقت جو روپیہ گورنمنٹ ترکی کو بطور قرض دیا جائے وہ بجاے اسکے کہ اسلامی اور قومی کاموں میں صرف ہو بعض غدار اہلکاران سلطنت کے پرایوٹ خزانوں میں پہنچ جائے اور اونکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے؟ اس موجودہ جنگ کے نتائج صاف بتلا رہے ہیں کہ ان نتائج کے ذمہ دار ترک سپاہی نہیں بلکہ ترک اسٹیٹسمین ہیں' پس ہمکو کسطرح یقین ہوسکتا ہے کہ یہہ روپیہ جو اسوقت ہم بلحاظ بطور قرض کے بھیجینگے وہ فی الحقیقت ترک سپاہیوں ھی کے کام آئیگا - اسوقت ترکی میں کوئی مستقل حکومت نہیں - وہاں اس سے بھی زاید پارٹیاں ہیں اور وہ ایک دوسرے کی جان کی دشمن - گذشتہ وزارت کا انقلاب ایک مشہور اور ممتاز ترک افسر کی جان قربان کرنیکے بعد واقع ہوا - اوسوقت ہندوستان کے اسلامی اخباروں نے خوشیوں کے

نعرے لگائے اور بڑے جوش سے ترکوں کو اجراے جنگ کا مشورہ دیا مگر نتیجہ کیا ہوا ؟ - وہ جو پرسوں معلوم ہوگیا جبکہ پیروان یسوع مسیح صلیب کا جھنڈا ہاتھوں میں لیے ہوئے اس شہر میں داخل ہوئے جو کئی سو برس تک ترکوں کا دار السلطنت رہچکا ہے - آج اوس مسجد کی کیا کیفیت ہوگی جسکی تصویر کچھہ عرصہ ہوا آپکے اخبار میں شائع ہوئی تھی ؟ انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ جو کچھہ ہوا حسب فرمان ایزدی ہوا مگر اسکی ذمہ داری کا بوجھہ کسکی گردن پر ہے ؟ تمام ترکی لیڈروں کی گردنوں پر - خواہ وہ کامل پاشا کے پیرو ہوں اور خواہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی - عجب شان ایزدی ہے کہ ایک طرف تو ترکوں جیسی شجاع قوم اور دوسری طرف چار چھوٹی چھوٹی ریاستیں - اور یہ چاروں صرف چار دن کے عرصہ میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کردیں ! اسکا باعث سواے اسکے اور کچھہ نہیں کہ ادھر ترک مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے اور ادھر سالہا سال سے بلقانی اس جنگ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے - ترکوں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہماری ہمسایہ ریاستیں کس تیاری میں مصروف ہیں اور انکی فوجی طاقت کس پایہ تک پہنچگئی ہے - اس غفلت اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ وہی ہوا ' جو ہونا تھا - اب آپ فرمائیں کہ اگر اس صورت میں ہمارے ہندوستانی مسلمان مر مرا کر دو تین کرور روپیہ بطریق قرض حسنہ یا بامید منافعہ گورنمنٹ ترکی کے نذر کردیں تو کیا نتیجہ اسپر مرتب ہوگا ؟ کیا یہ روپیہ انکو خواب غفلت سے بیدار کردیگا ؟ اور کیا اس روپیہ سے وہ اسلامی عظمت جسکا رونا اج تمام اسلامی دنیا رورہی ہے از سر نو یورپ میں قایم ہو سکتی ہے ؟

(۴) مجھکو ترکوں سے بغایت ہمدردی ہے جسکا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور نیز اسوقت تک انکا شمار خود مختار قوموں میں ہے - مگر کیا یہ صحیح امر ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے ؟ اور سلطان روم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ میرا عقیدہ تو یہ ہے (اور اگر اسکی خلاف کوئی معقول دلیل موجود ہے تو میں یہ عقیدہ بدلنے کے لئے تیار ہوں) کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد صرف تیس سال تک خلافت قایم رہی ' بعد ازاں سلطنت قایم ہوگئی ' آخری خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام ہوے اور اسلامی دنیا میں پہلا پادشاہ حضرت معاویہ - پس اصل مرکز خلافت مدینہ منورہ تھا - جب یہاں مسلمانوں کے ہاتھہ سے خلافت کا خاتمہ ہوا تو پھر ایک نئی قسم کی خلافت سلطنت کے رنگ میں مختلف مقامات میں جلوہ گر ہوئی - ترک بادشاہوں نے بزور شمشیر سلطنت قایم کرلینے کے بعد ایک خاص موقعہ پر اپنے آپ کو عباسی خلافت کا وارث بنالیا - یہ خلافت بہر حال اوس خلافت سے بالکل مختلف تھی جو پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد مدینۂ منورہ میں قایم ہوئی تھی - پس اگر یہ خلافت وہ خلافت نہیں تو پھر اس خلافت سے مراد کیا ہے ؟ کعبہ کی حفاظت خداے تعالی کے اختیار میں ہے ' اسوقت تک ترکوں کی تلوار نے اسے محفوظ نہیں رکھا - غیر قوموں نے اگر اسوقت تک کعبہ مقدس کا رخ نہیں کیا تو اسکا باعث یا تو یہ ہے کہ وہ عام اسلامی جوش جہاد سے خائف ہیں اور یا یہ کہ وہ اِس ریگستانی سرزمین کو اپنی توجہ کے لایق نہیں سمجھتے - بہر حال اگر کسی مخالف قوم نے کبھی اسطرف توجہ کی تو خدا خود اپنی گھر کی حفاظت کے لیے کافی ہے - جو انجام اصحاب فیل کا ہوا وہی انجام غالباً اوس فوج کا بھی ہوگا -

خاکسار

محمد احتشام الحق

مسئلۂ تعطیل جمعہ

— * —

مسٹر غزنوی کے سوال کا گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا اسکے بعد تعطیل جمعہ (نصف روز کی) ضرورت ہے یا نہیں ؟

— * —

مسلمان ایک مدت سے اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جمعہ کے دن سرکاری عدالتوں کے کھلے رہنے سے مسلمان ملازموں کو عملاً ایک فرض مذہبی کے ادا کرنے سے باز رہنا پڑتا ہے - چنانچہ ایک دو سال سے اسکے متعلق مسلمانوں نے کوشش شروع کی ' اور مسٹر غزنوی کی تحریک و سعی سے گورنمنٹ بنگال نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کرلی - حال میں مسٹر غزنوی کے سوال پر گورنمنٹ کے ممبر نے کونسل میں کہا کہ گورنمنٹ بہ خوشی اسبات کو منظور کریگی کہ جو مسلمان ملازم جمعہ کے ادا کرنے کے لیے چھٹی طلب کرے ' اسکو اجازت دیدی جاے -

اس کارروائی سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوکر اطمینان ہوگیا ہے کہ اب جمعہ کی تعطیل (نصف روز) کی تحریک کی ضرورت نہیں رہی - لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس کارروائی نے عملی مسئلۂ کو حل نہیں کیا ' گورنمنٹ کے طرف سے جو جواب دیا گیا ہے ' اسکا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان ملازم ' اپنے افسر سے جمعہ کے دن نماز کے لیے چھٹی طلب کریگا تو وہ اسکو چھٹی دیدیگا - لیکن یہ اجازت اور دو گھنٹہ کی عام تعطیل ' دو مختلف باتیں ہیں -

اجازت کے حکم کا منشا یہ ہے کہ ہر ملازم کو ہر دفعہ جمعہ کے دن - اجازت طلب کرنی پڑیگی - اس صورت میں ظاہر ہے کہ خاص خاص حالات میں اکثر ملازموں کو خود اجازت طلب کرنے میں تامل ہوگا - مثلاً جب وہ دیکھیگا کہ اسکا افسر مسلمان نہیں ہے ' اور اسکو کسیکی مذہبی پابندی کی نسبت ' دفتر کے کام کے پورا ہونے کا زیادہ لحاظ ہے ' تو اس صورت میں گو ملازم کو یہ یقین ہوگا کہ اجازت بہ ہر حال مل جائیگی ' تاہم اسکو بار بار اجازت طلب کرنے میں پھر بھی تامل ہوگا - بخلاف اسکے اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن ۲ - گھنٹے کی عام اجازت ہے ' تو بے تکلف ہر شخص اس اجازت سے مستفیض ہو سکیگا -

اسکے علاوہ مسلمانوں کی اصلی خواہش یہ ہے کہ یہ دو گھنٹہ کی چھٹی مسلمان ملازموں کے ساتھہ مخصوص نہ رہے ' بلکہ عام طور پر جمعہ کے دن آدھے دن کی تعطیل دیدی جاے - اسلیے کہ اگر یہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہی تو مسلمان ملازموں کو یہ اندیشہ رہیگا کہ غیر مسلمان افسر ہمیشہ مسلمان ملازموں کو اپنی ماتحتی میں لینا پسند نہ کرینگے - کیونکہ ان کو ہمیشہ یہ نظر آیگا کہ ہر آٹھویں دن ایسے ملازموں کی وجہ سے سرکاری کاموں کے انجام دینے میں دو گھنٹے ضائع ہوجاتے ہیں -

ان وجوہ کی بنا پر ' ہم تمام اسلامی اخبارات اور اہل الراے حضرات سے مستدعی ہیں کہ وہ بہ تفصیل و توضیح اس امر کے متعلق اپنی راے کا اظہار کریں ' کہ آیا گورنمنٹ کی موقت اور محتاج الاعادۃ اجازت پر قناعت کرلینی چاہیے یا عام تعطیل کے لیے درخواست کرنی چاہیے ؟

اور یہ ' کہ اسپر اکتفا کرنا چاہیے کہ یہ نصف روزہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہے ' یا عام کردی جاے ؟

شبلی نعمانی - لکھنو

مذاکرۂ علمیّہ

الحیات

علم الحیات پر ایک خطبۂ علمیۃ

اور

اکتشافات حدیثہ کے بعض نتائج مہمہ

— * —

(۲)

— * —

پچاس سال ہوے کہ (ٹامس گریہم) نے حالت ہلامیہ میں مادے کے خواص پر اپنے ملاحظات شائع کیے تھے - یہی ملاحظات ہیں جو علم الحیات کے عصر جدید کا دیباچہ ثابت ہوے -

ذی حیات مادوں کے خواص کے سمجھنے میں ان سے بیحد مدد ملی - ہمارے عملیات طبیعیہ و کیمیاریہ جس قدر ترقی کرتے جاتے ہیں، اسی قدر ہم کو یقین ہوتا جاتا ہے کہ طبیعی و کیمیاری حیثیت سے ذی حیات مادے، حیات ہی کی طرح ہیں -

ذی حیات مادے ہمیشہ سیال شکل اختیار کرکے رہتے ہیں - اس سیال شکل میں ہلامیات کے علاوہ بلور نما اجسام بھی ہوتے ہیں، جو کبھی ہلامی ذرات سے متصل ہوتے ہیں اور کبھی غیر متصل -

ہلامیات اور بلور نما اجسام سے مرکب ذی روح مادوں کے گرد؛ ایک جھلی سی ہوتی ہے - یہ جھلی اکثر ہلامیات کی ہوتی ہے اور کبھی اسکے ساتھ ایک روغنی طبقہ بھی ہوتا ہے - یہ جھلی کو سیال ہلامی اور ایک دوسرے سیال میں حائل ہوتی ہے مگر تاہم ان دونوں سیالوں میں باہم برابر مبادلہ ہوتا رہتا ہے - سیال ہلامی سے پروٹوپلاسم (۱) نامی ایک شے پیدا ہوتی ہے - پروٹوپلاسم میں چند اور جھلیاں بھی ہوتی ہیں - ان جھلیوں میں بسا اوقات ایسے طبیعی یا کیمیاری صفات پائے جاتے ہیں، جن کی بدولت بعض مادوں کا پروٹوپلاسم کی صورت میں منتقل ہو جانا، یا اس سے بالکل نکل آنا، نہایت آسان ہو جاتا ہے -

ان طبیعی حالات میں پیدا ہونے والے تغیرات، اور ان تغیرات کا مجموعہ، جو پروٹوپلاسم میں پیدا ہونے والے کیمیاری اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں، انکی تمثیل و عدم تمثیل کا باعث ہوتا ہے - جنکے مماثل تغیرات، خارج از جسم بھی طبیعی یا کیمیاری ذرائع سے پیدا کیے جا سکتے ہیں -

---

(۱) آگے چلکر (خلایا) اور (خلیہ) کا لفظ آے گا، اسلیے ان دونوں اصطلاحوں کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے - حیوانات اور نباتات کے اصل حیات کی ابتدائی تکوین ایک خورد بینی تھیلی سے ہوتی ہے، جو اسقدر دقیق ہے کہ بغیر آلۂ خورد بین (میکرسکوب) کے نظر نہیں آسکتی - اسکے اندر ایک متحرک سیال مادہ مثل ایک لعابی مادے کے ہوتا ہے - اسی کو انگریزی میں Protoplasm پروٹوپلسم کہتے ہیں - افسوس کہ اسکے لیے سردست ہم کوئی اصطلاح وضع نہ کرسکے، اور نہ کوئی عربی لفظ اجکل کے تراجم حدیثۂ عربیہ میں ملا -

اسی سیال مادے میں ایک اور چیز مثل گٹھلی کے تیرتی ہوئی نمودار ہوتی ہے، اور اسی سے پھر نباتاتی و حیوانی جنین کی تکوین ہوتی ہے - یہی گٹھلی ہے، جسکے لیے عربی لفظ (نواۃ) ہم نے مضمون میں جا بجا استعمال کیا ہے -

یہ صحیح ہے کہ تحول و انتقال کے ان تمام درمیانی دوروں کا استیعاب ہم نے نہیں کیا ہے، جنمیں سے جسم میں داخل ہونے والے مادوں کو گزرنا پڑتا ہے، لیکن جب تک کہ تغیرات کا حاصل یہی ابتدائی دور اور یہی انتہائی نتائج ہونگے (بشرطیکہ انکی رفتار طبیعی و کیمیاری قوانین کے مطابق ہو) اسوقت تک ہم کو اس نتیجے کے نکالنے کا حق ہے کہ ذی حیات مادوں کے تغیرات کے اسباب بھی وہی معمولی کیمیاری و طبعی اسباب ہیں -

نمو و توالد جمادات و مادہ ہاے ذی حیات

ممکن ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مادہ ہاے ذی حیات اور جمادات میں مابہ الامتیاز، صرف اول الذکر کا نمو اور توالد ہے - ایسا ہمیشہ کہا جاتا ہے، مگر میرے عقیدے میں شاید ہی کوئی دعوی اس خیال سے زیادہ غلط اور بے اثر ہو - تحقیقات قریبہ اور تجارب حالیہ نے کامل طور پر ثابت کردیا ہے کہ جمادات میں بھی نباتات و حیوانات کی طرح قوت نشو و نمو موجود ہے، اور رفتار نمو کی سستی و تیزی کے سوا کوئی شے نہیں، جو دونوں میں ما بہ الامتیاز ہو - گھڑی کے دائرے میں منٹوں کی سوئی چکر لگاتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن منٹ کے بڑے کانٹے پر جب تک نہایت غور کے ساتھ نظر نہ جمائی جاے، اسکی حرکت محسوس نہیں ہوتی - پھر گھنٹے کا کانٹا تو بالکل ساکن و جامد اور غیر متحرک محض نظر آتا ہے، اور با وجود اسکی حرکت کے علم یقینی کے، کوئی نظر اسکی حرکت کو محسوس نہیں کر سکتی - پھر کیا ہم میں کوئی شخص بھی اسکے لیے طیار ہے کہ گھڑی کی منٹ کی چھوٹی سوئی کی حرکت کو تسلیم کرے، مگر بڑے کانٹوں کی حرکت سے انکار کردے ؟

یہی حال مخلوقات عالم کی نشو و نما کی رفتار کا ہے - بعض نہایت سریع السیر ہیں اور اسلیے انکی قوت نمو کو ہر نظر محسوس کرتی ہے - بعض اس سے کم سریع ہیں، اور انکا مشاہدہ زیادہ غور کا محتاج ہے - آخری درجہ جمادات کی نشو و نما کا ہے، کہ انکی حرکت گھنٹے کی سوئی کی طرح نہایت بطیء السیر، اور دیر رفتار ہے، اور بغیر ایک معتد بہ وقت کے گذرنے اور اسکے حالۂ رفتار کے درجوں پر نظر رکھکر مقابلہ کرنے کے، کسی طرح اسکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا -

جمادات میں عدم نمو کی تغلیط کے لیے میں یہاں (بلورات غیر آلیہ) کی مثال کافی سمجھتا ہوں : (آلیہ اور غیر آلیہ کی تشریح گذشتہ نمبر میں گذر چکی ہے)

(بلورات غیر آلیہ) کو اگر انکی ضروری غذا ملتی رہے تو انمیں بھی توالد و تکاثر ہوتا ہے - انکے بمختلف اصناف ہیں، اور ہر صنف کے نمو کی ایک خاص حد ہے - ان بلورات کا نمو جب اس حد خاص تک پہنچ جاتا ہے تو پھر مثل حیوانات کے قد کے، انکے حجم میں زیادتی نہیں ہوتی بلکہ نئے بلور پیدا ہونے لگتے ہیں - یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ جب بلورات اصطناعیہ وسط مناسب میں رکھے جاتے ہیں، تو انمیں بھی نمو ہوتا ہے، اور انکے نمو اور ذی روح مادوں کے نمو میں حیرت انگیز مشابہت ہوتی ہے -

جمادات میں توالد بالتناسل

جمادات میں توالد بالتناسل کا انکار بھی صحیح نہیں - دریائی توریتا کے متعلق (لوریب) کے مباحث نے ثابت کردیا ہے کہ

انڈوں کی تلقیح (۱) جسکا شمار اب تک حیات کے مخصوصات میں تھا ' کسی ایسے ذی حیات مادے سے نہیں ہوتی ' جو نر سے منتقل ہو کے آتا ہو - اعصاب ' انسجہ ' اعضاء ' مختصراً یہ کہ تمام جنین کی تیاری نر کے جراثیم کے بدلے ایک بسیط کیمیاوی مادہ کے ذریعہ سے ممکن ہے - اور کبھی اسکی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف منجنیقی (یعنی میکانک کے آلات کے ذریعہ) یا کھربائی ذریعہ سے حرکت و انتباہ اسکے لیے کافی ہوتی ہے -

ذی حیات مادے کی ترکیب ممکن ہے

شروع میں علماء کیمیا کا یہ خیال تھا کہ ذی حیات مادوں کی ترکیب دقت و اتفاق میں انتہائی نقطہ پر ہے ' اور اسکا اندازہ صحیح مستبعد ہے - اسلیے وہ یقین کرتے تھے کہ ذی حیات مادے کی ترکیب ممکن نہیں - مگر اب ہم اس راے کے رکھنے پر مجبور نہیں ہیں - آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حیات کی اولین شکل ایک مادۂ خوردبینی (۲) ہے ' جو ایک مجموعۂ ذرات ' اور بعض حالتوں میں کسی خاص شکل سے متشکل ہوتا ہے - وہ ظروف حیات کے تمام خلایا میں تغذیہ و توالد کا سب سے بڑا ذریعہ ' اور اس درجہ اہم درجہ رکھتا ہے کہ بیجا نہیں ' اگر ارباب کیمیا اسے خلایا کا خلاصۂ حیات قرار دیں -

اس مادۂ خورد بینی کو (نوات) کے لفظ سے یاد کرتے ہیں -

موسیو موشیو ' اس کی پیرس میں پروفیسر کوسل ' اور اسکے تلامذہ کے مباحث نے یہ ثابت کردیا ہے کہ نوات کی ترکیب کیمیاوی غیر معمولی درجہ کی نہیں ہے - اسلیے ہم کو امید ہے کہ ایک دن انسان اس مادے کو بھی بنا سکیگا جو نوات کا مایۂ خمیر ہے - یہ کہنا صحیح نہیں کہ اعمال و افعال کے باب میں نوات کی ترکیب کیمیاوی کی جگہ اسکی شکل کو اہمیت حاصل ہے ' کیونکہ وہ تمام لوگ جو مباحث میں خورد بین سے مدد لیتے رہتے ہیں ' جانتے ہیں کہ نوات کی شکلیں بیحد مختلف ہیں اور نہ صرف مختلف ہیں بلکہ بعض نوات کی تو کوئی خاص شکل ہی نہیں ہوتی - صرف پرو ٹو بلاسم میں پراگندہ ذرات کی شکل میں موجود ہوتا ہے - اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ نوات کی شکل اور اسکے تغیرات غیر اہم ہیں ' بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نوات کی شکل اسکے اعمال و افعال کا مبنی و اساس نہیں ہیں - یہ ایک مسلم واقعہ ہے کہ وہ مادہ جو معمولی خلایا میں آکے نوات کی شکل اختیار کرلیتا ہے ' بعض بسیط ذی حیات مادوں میں بالکل ترقی یافتہ ذی حیات مادوں کی طرح فرائض طبیعی انجام دیتا ہے ' حالانکہ انمیں عمل خلایا کا کوئی وجود نہیں ہوتا -

تراکیب حیات کی ترکیب کیمیاوی

ذی حیات مادوں کے عناصر قوام کی تعداد مختصر ہے - انمیں چار عنصر یعنی کربون ' ہیڈروجین ' آکسیجین ' اور نیٹروجین تو ہمیشہ ہوتے ہیں - ان عناصر اربعہ کے ساتھہ فاسفورس بھی ضرور ہوتا ہے - فاسفورس پرو ٹو بلاسم اور مادہ نوائی ' دونوں میں ہوتا ہے مگر مقدم الذکر میں کم ' اور موخر الذکر میں زیادہ -

تجارب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاذ حالتوں کے علاوہ تمام مظاہر حیات کے لیے کم از کم ۷۰ - فی صدی پانی کی ضرورت ہے ' لیکن بقاء زندگی کے لیے اتنے پانی کی ضرورت نہیں - چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بالکل نہیں تو ایک بڑی مقدار میں پانی نکلجانے کے بعد بھی بعض ذی حیات مادوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا -

پانی کی طرح بعض نمک ہاے غیر آلیہ کا وجود بھی ضروری ہے - ان نمکوں میں مقدم ترین نمک ' کلورد سوڈیم اور بعض نمک ہاے کلسیم ' پوٹاشیم ' اور آہن ہے - انہی تین عنصروں سے حیات کے مرتب کا قوام ہے -

امکان تولد ذاتی

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ مادہ ہاے حیات کی تولید یا بالفاظ دیگر تولید حیات محال نہیں ہے ' جیسا کہ اب تک سمجھا جاتا ہے -

(پیتر) کے تجارب کے بعد سے ذی حیات خورد بینی مادوں میں تولد ذاتی کا قائل اب بجز معدودے چند اشخاص کے اور کوئی نہیں -

جہاں تک مجھے علم ہے ' مشاہیر ارباب علم میں ڈاکٹر ستین کے علاوہ اور کوئی شخص اب قدیم عقیدہ پر قائم نہیں ' مگر ڈاکٹر موصوف بھی اپنے متعدد تجارب کے اجرا اور مقالات و کتب کی اشاعت کے باوجود اب تک اپنی راے کی صحت لوگوں سے تسلیم نہیں کراسکے - پھر نوع میں تجارب پیتر کے نتائج کو مانتا ہوں - اسوقت تک جو دلائل پیش کیے گئے ہیں اگر انمیں شک ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ' تجربے اور مشاہدے کی منزل اخری جب تک رونما نہو ' اس سفر علم میں ہمیشہ شکوک سے دو چار ہونا پڑتا ہے ' لیکن ساتھہ ہی اس شک کو اصل امر کے اعتراف سے مانع نہ ہونا چاہیے - یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ غیر ذی حیات مادوں سے ذی حیات مادوں کی تولید ممکن ہے -

حیات نتیجہ نشو و ارتقاء ہے

انسان نے اپنے دور وحشت اور تمدن ' دونوں میں ہمیشہ یہ عقیدہ رکھا ہے کہ " حیات کا فیضان مادے میں نہیں بلکہ مافوق الطبیعۃ مبدء سے ہے " لیکن اس وقت ہمارا دائرہ ' معلومات و تجسس ہے ' اعتقاد نہیں ہے ' یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ اعتقاد بصورت ایک دعوے کے ہے مگر کسی علمی بنیاد پر قائم نہیں اور اسلیے علمی دنیا میں واجب التسلیم نہیں ہو سکتا - ہمکو یہ اعتقاد رکھنے دو کہ

(۱) تلقیح سے مقصود نطفۂ حیوانات کی وہ حالت ہے ' جب وہ بیضۂ رحم اناث کے ساتھہ ملتا ہے -

(۲) انگریزی میں ایک اصطلاحی اسم ہے : مائی کروب Microbe یعنی وہ نہایت دقیق اور مثل ذرات کے جراثیم نباتاتی و حیوانی ' جو تمام فضائے ارضی میں پھیلے ہوے ہیں اور کوئی جگہ نہیں جو انسے خالی ہو - علوم حدیثہ کا یہ ایک عظیم الشان اکتشاف ہے ' اور اسنے علم تشریح و حیات اور علم الجو و الہوا میں ایک عجیب انقلاب پیدا کردیا ہے - سب سے پہلے ان جراثیم کو ایک فرانسیسی مکتشف پروفیسر (پاسٹر) نے دریافت کیا تھا ' اور فی الحقیقت اس نے عالم انسانیت کی سب سے بڑی خدمت انجام دی -

ان جراثیم کا جرم اسقدر دقیق ہوتا ہے کہ دھوپ میں نظر آنے والے ذرات بھی انکے مقابلے میں نہایت کبیر الحجم ہیں - انکو چشم غیر مسلح (یعنی بغیر آلات مصنوعی کے) نہیں دیکھہ سکتی ' اسلیے انکے دیکھنے کیلیے ایک نہایت قوی المنظر آلہ مائی کراسکوب Micrascob ایجاد کیا گیا ہے ' جسکے لیے بہت عمدہ لفظ ہمارے یہاں خورد بین کا رائج ہو گیا ہے - انگریزی میں ان جراثیم کو مائی کروب کہتے ہیں ' اور آجکل عربی میں بھی یہی لفظ میکروب کے لہجہ میں رائج ہو گیا ہے - مگر ہم نے اسکی جگہ (خورد بینی جراثیم) کا لفظ وضع کیا -

اسی طرح ہر چیز جو خورد بین ہی کے ذریعہ نظر آتی ہو ' اور نہایت دقیق الجرم ہو ' خورد بینی کی ترکیب سے موسوم کی جا سکتی ہے - یہاں (مادۂ خورد بینی) سے اجسام حیات نباتاتی و حیوانی کی وہ ابتدائی شکل مراد ہے ' جو بصورت ایک گٹھلی کے پرو ٹو بلاسم میں پیدا ہوتی ہے اور تیرتی رہتی ہے - اجکل عربی کے تراجم علمیہ میں اسکو (نواۃ) کہتے ہیں اور وہی لفظ ہم نے بھی اختیار کیا ہے - یہ کوئی اصطلاح نہیں ہے بلکہ گٹھلی کو عربی میں نواۃ کہتے ہیں -

یہ گٹھلی بھی اسقدر چھوٹی اور دقیق ہے کہ بغیر خورد بین کے نظر نہیں آ سکتی - اسی لیے اسکو مادۂ خورد بینی کہنا چاہیے -

چونکہ خوردبین کے ذکر میں ضمناً علم جراثیم خورد بینی کا ذکر آگیا ہے اسلیے چند الفاظ اسکی نسبت بھی لکھدیے گئے -

مقالات

حیات کا وجود ایسے اسباب سے هے ' جو کائنات میں مادے کی گونه گوں شکلوں کے اسباب کے شامل هیں اور بالفاظ دیگر حیات کا وجود بهی قانون ارتقاء تدریجی سے هوا هے -

بعض جلیل القدر علماء کا خیال هے که حیات کرۂ ارض پر پیدا نهیں هوئی بلکه کسی سیارے سے آتی هے ' اور عجب نهیں که حاضرین میں سے بعض حضرات کو وہ مناقشه یاد هو ' جو اس مجمع کے اجلاس سنه ۱۸۷۱ - منعقدہ اڈنبرا کے خطبۂ رئیسیه میں سر (ولیم ٹامس) کے ایک اعلان پر هوا تها ' جبکه معلم موصوف نے کہا تها که حیات کرۂ ارض میں ذوات الاذناب (دمدارستارے) کے ذریعه سے آئی اور اسی سے حیوانات میں زندگی پیدا هوئی !

اس راے پر مختلف و متعدد اعتراضات هوے تهے جنمیں سے بعض کا جواب آسان نه تها - ایک شخص نے اعتراض کیا تها که زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پهنچنے کے لیے ذوات الاذناب کو ۶۰ - ملین سال کا زمانه چاهیے ' اور اس نظام کے قریب ترین سیارے سے زمین تک آنے کے لیے ۱۵۰ - سو ملین سال - جب وہ ارض کے جو سے گزرینگے ' تو انمیں اس حرکت و احتکاک (رگڑ) سے اشد شدید حرارت پیدا هو جائیگی -

پس اولاً یه سمجهه میں نهیں آتا که جراثیم حیات اسقدر طویل مدت تک کیونکر زندہ رهے ؟ اور اگر یه مان بهی لیا جاے که وہ زندہ رهے تو انهوں نے وہ حرارت کیونکر برداشت کی جسکو کوئی ذی حیات برداشت نهیں کرسکتا ؟

بعض علما نے ایک اور راے اسی کے قریب قریب ظاهر کی هے - وہ کہتے هیں که غالباً جراثیم حیات اس غبار بلائی میں موجود تهے ' جو فضاء نجوم میں پهیلے هوے هیں - اور پهر ذوات الاذناب کی طرح گرم هوے بغیر زمین پر گر پڑے - آر - هینوس کا یهی مذهب هے - وہ کہتا هے که اگر جراثیم حیات کسی قسم کی شعاعوں کے ذریعه سے ایتهر میں واپس کردیے جائیں ' تو انکو زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پهنچنے میں ۹ - هزار سال ' اور مریخ تک پهنچنے میں بیس دن لگینگے -

یه مذاهب مسئله نشر حیات کے حل کو قریب کرنے کے بدلے کائنات کے ایسے گوشے میں پهنچا دیتے هیں ' جهاں تک شاید هماری رسائی نه هوسکے ' اور هم کو اسکا اعتراف کرنے کیلیے اپنے حد فهم و ادراک سے ماورا کوئی سطح تلاش کرنی پڑے -

اگر ان مذاهب کے آگے سر تسلیم خم کردیا جاے ' تو اسکے یه معنے هونگے که گویا همکو نشر حیات کا کوئی علم نهیں اور نه هوسکتا هے - اسمیں شک نهیں که بد قسمتی سے اسکا جزء اول صحیح هے ' مگر هم کو امید هے که جزء دوم صحیح ثابت نه هوگا -

جب هم مادۂ ارضی کے ان قوا کے نشو و ارتقاء پر غور کرتے هیں ' جن کا اسوقت تک هم کو علم هوا هے تو هم کو معلوم هوتا هے که ان مذاهب کو غیر ممکن سمجهنا همارے لیے جائز هی نهیں بلکه ضروری هے - کیونکه هم دیکهتے هیں که اصول نشو و ارتقاء کے ذریعه سے اس مسئله کا حل ان مذاهب کے حل سے نسبتاً قریب هے اور علوم حالیه اسکی تصدیق و توثیق کے معاون هیں - هم تسلیم کرلے سکتے هیں که کرۂ ارض کے علاوہ قدرت کے کسی اور گوشے میں

هـــلال و صلیب

اور

مستقبـــل الاســـلام

— * —

از مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا (لکهنو)

—: * :—

حضرت مولانا ! تسلیم - لکهنو گیا اور معلوم هوا که آپ کئی روز هوے تشریف لیگئے -

اب نه جانے جناب کا قیام کہاں هے ؟ چلئے ایڈریا نوپل بهی گیا - صلح بهی سمجهیے که هو هی گئی - میں چار ماہ پیشتر هی اپنے دوست سهروردی کو لکهه چکا تها که یورپ سے اسلام نکل گیا - ویسا هی هوا - اور ابهی کیا هے - جیسا میں نے مولانا باری صاحب کو لکها هے ' ان دو برسوں میں مسلمانوں پر سنگین ترین مشکلات اور حادثات کا بوجه گرا ' لیکن آئندہ دو برس میں جو واقعات ظاهر هونگے ' انکے مقابلے میں یه بهی گرد هو جاوینگے -

مسلمانوں کی آخری لڑائی هوچکی - عیسائیوں نے انکو شکست دی - اور شکست بهی فاش - لیکن ابهی ایک آخری معرکه عیسائیت او اسلام سے کرنا باقی هے - وہ بهی هوکر رهیگا ' اور مجهے بهت اندیشه هے که جلد هی هو - اوس معرکه میں بهی اگر مسلمان غافل رهے تو یهی نتیجه هوگا جو هوا ' بلکه اس سے بهی بدتر -

اســـلام کـــی زنـــدگی

کیا هـــاری زنـــدگی سے وابستـــہ هے ؟

میں یه نهیں کہتا که اوس معرکه کے بعد اسلام فنا هوجایگا - نهیں ' اسلام کبهی بهی فنا نه هوگا - آفتاب فنا هوجایگا - مهتاب فنا هوجایگا ' مگر نور اسلام چمکتا رهیگا - اسلام با وجود مسلمانوں کے شکست کهانے کے بهی بڑهه رها هے - اور اگر مسلمان اسلام کو چهوڑ بهی دیں ' تب بهی اسلام فنا نه هوگا - خدا ضرور کوئی دوسری قوم پیدا کریگا جو اوسکے نام اور اوسکے اسلام کی عزت کو بر قرار رکهے - بلکه میں سمجهتا هوں که مسلمانوں کا مٹ جانا هی شاید اسلام کے لئے مفید هوگا - اب وہ کون هے جو اُس برگزیدہ مذهب کو بد نام کر رها هے ؟ وہ کون هے جو دوسروں کو اوسپر طعنه زنی کا موقع دیتا هے ؟ کسنے اوسے یورپ سے نکلوایا ؟ کسنے اوسکو میجک لنٹرن سے تشبیه دلائی که جسقدر تاریکی هو اوسی قدر وہ کهلتا هے ' اور جهاں روشنی هوئی ' جهاں تهذیب هوئی ' بس وہ مٹ کر رهجاتا هے ؟ یه سب اس زمانه کے مسلمانوں هی کی بدولت اسلام نے سدا ' ورنه اسلام تو تاریک سے تاریک مقام کو روز روشن سے روشن تر کر

[بقیه ...]

بهی حیات کا وجود هو ' مگر همارا ... ارضی اپنے هر ذرہ میں جو طبیعی قوت نشو و نما رکهتا هے ' ظلم هوگا ' اگر اسکو دوسرے کروں سے حیات مستعار لینے کا محتاج قرار دیا جاے - جبکه نشو و ارتقا کا قانون هر ذی حیات میں هے ' تو پهر اصل حیات کو اس قدرتی قانون کا نتیجه قرار دینے میں کونسی مشکل درپیش هے ؟

چکا ہے - وہ تو ربع مسکون پر تہذیب و عام کا علم بلند کر چکا ہے - وہ تو تمام معلوم مذاہب کو اخلاق کا سبق دیچکا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسلام کے پیرو نہیں ہو سکتے تو ہمکو چاہیے کہ ہم فوراً ایسا مذہب اختیار کرلیں جسکی پا بندی کر سکیں - جو اسقدر ارفع نہ ہو جسقدر کہ اسلام ہے - مسلمانوں کا عیسائی ہوکر انسان اور صلیب کی پرستش کرنا اچھا ہے" بنسبت اسکے کہ وہ اپنے افعال اور اعمال سے خداے اسلام کو بدنام کریں - اور خداے لا شریک کی عبادت سے لوگوں کی طبیعتوں کو ' اونکے سامنے اپنی ذلیل حالت پیش کرکے ' پھیر دیں -

مسلمانوں کی زندگی

بغیر روح اسلامی کے ممکن نہیں

یا پھر کمر ہمت بچست کریں ' اور سچے اور پکے مسلمان بنیں -

مجھے یقین واثق ہے کہ اگر مسلمان مسلمان ہو جائیں ' تو پھر وہ اوس عروج اور مرتبہ پر پہنچے بغیر نہ رہیں ' جسپر وہ کبھی پہونچے تھے - اسلام - اسلام - اسلام -

مسلمانوں کے ہر مرض کی دوا اسلام ہے - ہمکو اس مغربی تہذیب کی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس موجودہ مادی تعلیم کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس نئی معاشرت کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو "ترقی یافتہ" ملکی قوانین اور نظام کی بھی ضرورت نہیں - ہم اوس وقت کیا برے تھے جب ہمارے غریب بھائی بادشاہوں کے سامنے اپنے پھٹے کپڑوں میں جاکر انہیں مبہوت کردیتے تھے ؟ ہم اوس زمانہ میں کیا برے تھے ' جب ہمارے امیر اونٹ کی مہار پکڑے ' اپنے ملازم کو اوپر سوار کیے ' بیت المقدس کے سے باعظمت اور عیسائیوں کے معبود مقام کی فتح کے لیے داخل شہر ہوئے تھے ؟ ہم اوس وقت کیا برے تھے ' جب ہمارا ہر فرد راہ خدا میں مجاہد تھا - جب ہم میں سے کسی کو ملک میں احتیاج نہ ہوتی تھی ' بلکہ کل ملک کا خراج ہمارے بیت المال کو ملتا تھا ؟ جب ہم خرمے پر زندگی آسودگی سے بسر کرتے تھے ' اور جب ہم علم کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھتے تھے ' جس سے ہمنے ایک طرف تو روحانی طاقت سے ۳۰ ادیان باطلہ کو فنا کر دیا تھا ' اور دوسری طرف مادی راحت کی ضروری چیزیں فراہم کر لی تھیں -

کیا ہمارے وہ پرانے عمامے اور عبائیں ہمکو چست سے چست کام کرنے میں مانع ہوتی تھیں ؟ کیا ہم اونہیں پہنے ہوئے بودھابست اور فرانس اور اسپین تک نہیں پہونچے تھے ؟ کیا ہماری اُس قدیم معاشرت نے دنیا کو پاکیزہ و طاہرہ اور صاف بود باش نہیں سکھا دیا ؟ کیا حرمت نسوان اور اعانت یتیمان و بیکساں میں ہمسے کوئی دوسری قوم بڑھسکی تھی ؟ کیا ہمارا سادہ اور قرآنی قانون ہماری ہر ضرورت کے لیے کافی نہیں ہوگیا تھا ؟ کیا اس تمام عالم میں باوجود اس ترقی عقل سیاسی و مادی کے کوئی حکومت ایسی قائم ہو سکی جو مساوات ' حریت ' اخوت کے اصولوں پر اس مضبوطی اور خوبی سے قائم ہوئی ہو ' جیسی حضرت عمر (رض) کے وقت میں تھی ؟ کیا وہ پہرا جو اسلام نے ہمارے نفسوں پر مقرر کردیا تھا ' اوس قانونی گرفت اور پولیس کی روک تھام سے کمزور اور کم اثر تھا جو آج ہمپر مسلط ہے ؟ نہیں - ہم کو کچھہ نہیں چاہیے سوا اسلام کے - اسلام ! اسلام ! اسلام ! ہمارے ہر مرض کی دوا اسلام - اسلام کا ہمارے اوپر کسقدر احسان ہے ؟ اسلام کا دنیا پر کسقدر احسان ہے ؟ ہم اسلام سے پہلے کیا تھے ؟ جانور - اسلام نے ہمکو کیا بنا دیا ؟ انسان - دنیا اسلام کے پیشتر کیا تھی ؟ تماشہ گاہ - اسلام نے دنیا کو کیا بنا دیا ؟ دارالعلم والعمل - جبتک مسلمانوں میں اسلام کی محبت رہی - جبتک اونہوں نے اسلام کی سچی اور دلسے پیروی کی ' اوسوقت تک اونہوں نے زوال نہیں دیکھا - وہ آپسمیں بھی لڑے - انہوں نے ظلم بھی کیا - لیکن جبتک اونکا عقیدہ بجا رہا - جبتک وہ باوجود ذاتی عناد اور بشری کمزوریوں کے اسلام کے دلدادہ رہے - اوسکے اصولوں کا احترام کرتے رہے - اُسوقت تک اُنہوں نے نیچا نہیں دیکھا - اسلام نیچا دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے - اوسکی ساخت ہی صناع عالم نے ایسی رکھی ہے کہ ہر چیز سے بالا اور بلند رہے - جس شخص میں اسلام کی روح ہے وہ پست نہیں ہوسکتا - اوسکی گردن کسی کے آگے جھک نہیں سکتی - روحانیت پر کوئی مادی چیز غالب نہیں آسکتی - کیا روح کو کوئی توپ کے گولے سے اوڑا سکتا ہے ؟ کیا وہ قوم جسمیں اسلام کی روح ہو ' توپ و تفنگ سے فنا کی جا سکتی ہے ؟ نہیں - مگر چاہیے تو اسلام کی روح - اگر وہ نہیں تو کچھہ نہیں - مسلم بلا اسلامی روح کے بد ترین انسان ہے - مسلمان اسلامی روح کے ساتھہ افضل الناس ہے - میں آیندہ کی عیسائیت اور اسلام کی دوبارہ معرکہ آرائی کو اپنی دوربین آنکھوں سے دیکھہ رہا ہوں - میری روح اس اندیشہ سے لرز جاتی ہے کہ مبادا اوس وقت بھی مسلمانان عالم اسلامی روح سے معرا نہ ہوں - مسلمانوں میں اگر اسلامی روح نہیں تو وہ کمزوروں سے بھی مغلوب ہوجائینگے - اگر اونمیں اسلامی روح ہے تو وہ کسی طاقت دار سے طاقت دار قوت سے بھی مغلوب نہ ہونگے -

گذشتہ کے سبق

اگلے زمانہ میں جو سبق ملا وہ تاریخی واقعات ہیں - کیا اوس زمانہ کے قریب قریب ہر معرکہ میں یہ نہیں ہوا کہ مسلمان تعداد میں کم - فوجی ساز و سامان میں کم - قواعد و ضوابط فوجی سے بے خبر - پھر بھی فتح اونہی کے ہاتھہ میں رہتی تھی ؟ وہ کون قوت تھی جو (ضرار) کو ایک نیزہ ہاتھہ میں لیکر ننگے بدن ' ایک تیغ و تبر اور زرہ بکتر سے مسلح جوان کے مقابلہ پر آ جانے کیلیے آکساتی تھی ؟ اور وہ کون سی قوت تھی جو قبل اسکے کہ غنیم کی تلوار اُسکے ننگے بدن پر گرے ' اُسکے نیزے کی نوک سی انی کو زرہ بکتر کے پار پہونچا دیتی تھی ؟ یہ وہی اسلامی روح کی قوت تھی -

پھر وہ کون قوت تھی جو دشمنوں پر فتح کرنے کے بعد بھی اسلامی مجاہدین میں اسقدر زور باقی رہنے دیتی تھی کہ شراب خوار اور لحم الخنزیر سے پر شکم غنیم پر غالب آجاتے تھے ؟ وہی اسلامی روح تھی -

اور وہ کون اخلاقی جرأت اور اولو العزمی تھی جو حضرت خالد کو بحالت ایک معمولی سپاہی کے اوسی جان نثاری اور شیر دلی پر آمادہ و مستعد رکھتی تھی ' جیسی بہ حیثیت ایک کمانڈران چیف اور سپہ سالار افواج کے اُن میں تھی ؟ یہ بھی وہی اسلامی روح تھی -

ہماری آنکھوں کے سامنے ایک حسرتناک اور عبرتناک واقعہ یہ پیش آیا کہ عین اوسوقت ' جب غنیم دار السلطنت اسلامی کے دروازے پر ہے ' ایک سپہ سالار اور ایک وزیر معزول کیا گیا ' لیکن اوسکے لیے مادی قوت کی ضرورت پڑی اور اوس فعل نے ایسے نازک وقت پر بھی عداوت ذاتی کی آگ بھڑکا دی - اور کتنوں نے اوس عزل کے انتقام کے جوش میں وطن فروشی تک پر تیاری کرلی - ترکوں پر اس سے زیادہ نازک وقت پھر پڑ نہیں سکتا ' جو اسطرف پڑا ' پھر بھی اونمیں ایکا نہ ہوا - پھر بھی وہ ذاتی عناد کو دبا نہ سکے - سلطنت کا بڑا حصہ ہاتھہ سے نکل گیا ' مگر باہمی جنگ و جدل موقوف نہ ہوئی -

مستقبل

اچھا ' اب یہ ہو چکا ہے - باب مصیبت بھی مسلمانوں کے ہاتھہ سے گیا - البانیہ بھی گیا - سکندر ذوالقرنین کا وطن بھی گیا - سلطان

سلیم کا مقبرہ بھی گیا - اور سال بھر کے اندر فرض کرلیجیے کہ قسطنطنیہ کے بھی نکل جانے کا سامان ہو گیا - اب قسطنطنیہ میں ترک اسی وقت تک ہیں، جبتک زار فرڈینڈ کی مرضی ہے، یا جبتک انگلستان قسطنطنیہ کا معاوضہ اپنے لیے افغانستان، ایران یا تبت وغیرہ کی طرف روس سے نہیں طے کر لیتا - پھر آخر اب کرنا کیا ؟ بس رونا اور کوسنا، یا کچھ اور بھی ؟ کیا ہم لوگ یہ سمجھکر بیٹھے رہینگے کہ اسلام یورپ سے نکل گیا اور قصہ ختم ہو گیا ؟ کیا ہم اب بھی اسلام کے نام اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کی ذمہ داری تنہا ترکوں کے اوپر ڈالے رہینگے ؟ اور کیا ہم یہ سمجھتے رہینگے کہ اسلامی روح کے بغیر ترک باقی اسلامی مقامات کو اسلام کی حکومت میں محفوظ رکھ سکیں گے ؟

مسلمانوں پر یہ نازک ترین وقت ہے - میدان کارزار میں انہیں شکست ہوئی - لیکن کیا اب ان میں اسلامی روح اسقدر مفقود ہو گئی ہے کہ حمیت اور غیرت بھی جاتی رہی ؟ کیا بس اب وہ شکست کو مان کر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاوینگے ؟ کیا روس کی چالوں پر انہوں نے کبھی غور نہیں کیا ؟ کیا انکی نظر اسقدر خیرہ ہو گئی ہے کہ انہوں نے اس واقعہ کو بھی نہیں دیکھا، جو ایڈریا نوپل کی فتح کی خبریں سنکر ڈیو مالے روس (Duma) کے ایسے موقر اور ذمہ دار جماعت نے خوشی سے برپا کیا ؟ کیا ارمینا اور شام اور یمن اور مصر میں فساد کی جڑیں باقی نہیں ہیں ؟

آخری فیصلے کا وقت

اب وقت اسکا آگیا ہے کہ نہ صرف ترکوں کو، بلکہ مسلمانان عالم کو یہ طے کر لینا ہے کہ وہ کسی مقام پر حاکم اعلی بنکر رہینگے یا نہیں ؟

ترک تنہا اگر چاہیں بھی، تب بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ حاکم اعلی رہیں - ذرا سی ضربہ داریوں نے اس جنگ بلقان میں عملاً یہ دکھا دیا کہ ترک تنہا ہرگز مسلمانوں کی عزت دنیاوی برقرار نہیں رکھسکتے -

اب اس جنگ کے بعد تو اور بھی مشکل ہو گیا - ترکوں سے بڑا حصہ ملک کا نکل گیا اور انکے ذرائع آمدنی کم ہو گئے -

چھہ عیسائی طاقت ور قوتیں تھیں - اب متحدہ قوت بلقان ایک اور ترکی کی دشمن جان پیدا ہو گئی -

سیاست دانوں کو معلوم ہے کہ انگلستان کی سی دولتمند اور وسیع الذرائع سلطنت کو اپنی بحری قوت کے صرف دو سلطنتوں کے برابر رکھنے میں بھی ایڑی تک پسینہ لانا پڑتا ہے - پھر ترکوں سے یہ کیسے توقع ہو سکے کہ وہ اپنی بحری اور بری، دونوں قوتوں کو چھہ سات زبردست قوتوں کے برابر رکھسکیں گے ؟

ظاہر ہے کہ ترک اب کسی دوسری سلطنت پر بھروسہ نہیں کر سکتے - پھر آخر وہ تنہا کیسے مسلمانوں کی عزت کے برقرار رکھنے کی ذمہ داری کر سکتے ہیں ؟ اب تو انکو اپنی شکستہ حالت کا درست کرنا ہی مشکل ہوگا - سال آئندہ اگر زار فرڈینڈ یا زار نکولس کو بیت المقدس پر حملے کا شوق ہوا - یا مسلمانوں پر رعب جمانے کے لیے جس طرح آج قسطنطنیہ کا ایک دن کے لیے لینا ضروری سمجھا جاتا تھا، کل مدینہ یا کعبہ کا ڈھا دینا ضروری تصور ہوا تو اسکی مدافعت کیسے ہوگی ؟

آج کل کی جنگ کے بعد طاقت دار سے طاقت دار قوتیں ختمندی کی حالت میں بھی ٹوٹ جاتی ہیں - پھر بیچارے ترک کیا کرینگے ؟

یہ وقت نہایت مشکلات کا ہے - ہجوم آفات ارضی و سماوی ہے - مسلمانوں بلکہ کل ایشیا والوں پر اس شکست کا اثر جو یورپ کو ہوئی، بہت خراب پڑیگا - لیکن ایسے سنگین وقت میں بھی اگر کوئی چیز آڑے آ سکتی ہے، اگر اس شکست کو کوئی چیز فتح بنا سکتی ہے، اگر آئندہ حالت کو کوئی چیز محفوظ کر سکتی ہے، تو وہ یہی اسلامی روح ہے -

ہمارے مقدم کام

ہم کو تین کام کرنے چاہئیں -

۱ ـــ ہمکو ایک مضبوط اور بہت وسیع پین اسلامک Pan-Islamic (اور اگر دوسری قومیں دل سے شریک ہوں تو پین ایشاٹک Pan-Asiatic) ارگینزیشن Arganisation- بنانا چاہیے - جو اوسی طرح ہر ہر ملک میں مسلمانوں اور ایشائیوں کی پشت پناہی کرے، جسطرح ہر جگہ بلقانی کمیٹیاں Balkan Comaitees بلقان کے عیسائیوں کی کرتی تھیں -

۲ ـــ ہمکو مسلمانوں میں عام طور پر، اور ترکوں اور عربوں میں خاص طور پر، قدیم اسلامی روح پھونکنے کی کوشش کرنا چاہیے، یہانتک کہ ہر پھر مسلمانوں کا حاصل زندگی کلمۂ لا إله إلا الله کی حفاظت و اشاعت بنادیں -

۳ ـــ کل یورپ پر نقش کر دینا چاہیے کہ اب کسی ایشیائی یا افریقی ملک کی ایک انچ زمین بھی یورپ کا غصب کرنا، کل ایشیائیوں کی نظروں میں خار ہوگا - اور انکو یورپ سے بیزار بنادیگا - ایشیا اور افریقہ کی خود مختار سلطنتیں قریب قریب کل مٹ گئیں اور جو رہگئی ہیں، بہت کمزور ہیں - لیکن پھر بھی ایشیا کے پاس ایک ایسی چیز ہے جو یورپ کے پاس نہیں - یعنی روحانیت! ایشیا اور افریقہ کے باشندے تعداد میں بھی کم نہیں ہیں، اسلیے ہم ایشیائیوں کی حالت مایوسی کی نہیں ہے - ہمکو صرف خواب خرگوش سے بیدار ہونے کی ضرورت ہے - اگر ہم بیدار ہو گئے تو بلا شبہ ہماری عزت سب قومیں کرینگی - وہ عزت کرنے پر مجبور ہونگی -

مغربی تمدن کا زوال

مادی ترقی کا رخ آجکل عروج پر ہے، لیکن جو کوئی چشم بینا رکھتا ہو، وہ دیکھہ سکتا ہے کہ اوس ترقی کی حد ہو گئی، اور اب انتہا کا آغاز ہے - تہذیب مغرب کے عروج کو بہت زمانہ نہیں ہوا، لیکن اسمیں پستی اور شکستگی کے آثار شروع ہو گئے ہیں - ملکی نظر سے دیکھیے تو لیبر کوسچن Labour-Question (یعنی مسائل عمال - الہلال) درپیش ہیں - جو شدید معرکہ کلاس Class (یعنی سوسائٹی کے مختلف مدارج کے تصادم - الہلال) کی خبر دیتے ہیں - معاشرتی نظر سے دیکھیے تو سفریجٹس Sufferettes (حقوق طلب عورتوں) کا مسئلہ خانگی خوشی میں خلل انداز ہونے والا ہے -

تجارتی نظر سے دیکھیے تو یورپ کی قوتوں میں خود تجارتی رقابت اس خونریزی سے ہو رہی ہے، اور کشاکش زندگانی اسقدر مہیب ہو گئی ہے کہ قوموں اور قوموں کو مہلک سامان برو بحر مہیا رکھنے پر مجبور کر دیا ہے تا کہ وہ رقیب سے اپنے کو بچاسکیں - جبتک ایشیا کے ملک لوٹنے کو اور جولان گاہی کو باقی تھے وہانتک آپسمیں صاف ہو کر متفق ہوتے رہے - جب وہ باقی نہ رہینگے تو آپس ہی میں خون خرابہ ہوگا، اور تہذیب مادی کا خاتمہ -

اس تہذیب مادی کا اثر اخلاق اور عادات انسانی پر بھی مضر ہو رہا ہے - وہ وقت آ ہی گیا کہ معاہدے کوئی چیز نہ سمجھے جاویں، وہ وقت آگیا کہ کمزور کی حمایت کے بجائے اسکو روند دیا جاوے - کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ تہذیب زیادہ عرصہ تک باقی رہسکتی ہے ؟

ایشیا کی تہذیب بدرجہا زیادہ پائدار تھی - اور اب بھی اگر وہ

عروج پر پہنچا دیجارنے تو وهي دنیا کے کاربار کے چلانے میں زیادہ کام آسکتي هے -

مگر ایشیا کي قو میں بیدار بهي تو هوں - ایشیائی تہذیب کا زنگ بهي تو دفع هو -

میں جانتا هوں که لوگ اسے فیناٹزم Fane tessm اور جنون کہینگے - میں جانتا هوں که اس حالت بربادي و تباهي میں یه بات منه سے نکالنا بہتوں کو هنسادیگا - لیکن میں کہے بغیر نہیں رهسکتا که ایشیا کو عروج دینے کا مادہ سب سے زیادہ اسي قوم میں هے' جس نے مذهب اسلام اختیار کیا هو - عیسائیت کے "مذهب مخالف" " flaith antayonisdic " هي میں عیسائي تہذیب کی جگه لینے کا مادہ هے -

صرف اسلام هي جامع روحانیت و مادیت هے

(۲) مسلمانوں کا خمیر هي ایسا تیار کیا گیا هے که اونمیں قوم اوسط هونے کي قابلیت هو' اور جو عیسائي مادیت اور هندوں کي روحانیت کے بین بین ایک تہذیب قائم کر سکے - میں عرض کرچکا هوں که تنہا روحانیت سے کام اسلیے نہیں چلسکتا که مقابله خالص مادیت سے هے -

اگر ایک چور کوئي مال لیے جا رها هو' تو پہلا کام تو یه هونا چاهیے که مال رکها لیا جاے اور قوت مادي سے کام لیا جاے - اسکے بعد پهر چاهیے که چور کي درستي اخلاقي کے لیے اوسپر روحاني اثر ڈالا جاے که وہ چوري کا ارادہ هي نه کرے' اور اپنے پڑوسي کو امن سے سونے دے -

روحانیت بہت اعلی چیز هے - مگر مادي ترقي کے بغیر هم روح کي برتري قائم نه رکهه سکینگے -

همارا تمدن سادہ رهے - هم تجارت میں بهي بہت ترقي نه کریں - همکو اسلیے روپیه کي بهي بہت ضرورت نه هو که هم قناعت پیدا کریں' اور کشاکش زندگاني کو زیادہ شدید نه بننے دیں - لیکن جب همارے اوپر دفعتاً اوس طرح چهاپه مارا جائیگا' کا جسطرح طرابلس کے عربوں پر مارا گیا تها' تو هم کیا کرینگے ؟

یورپ کا آج حال یه هے که یورپ کے علاوہ افریقه' ایشیا' امریکه' کہیں کوئي ایسي زمین وہ چهوڑنا نہیں چاهتا' جہاں کے لوگ' اور جہاں کا مال اوسکے تنازع للبقاء میں معین هو -

مذاهب هند اور مقابلۂ مادیت

ایسي حالت میں هم اکیلي روحانیت کو لیکر چاٹ نہیں سکتے - جاپان مادي تہذیب کو اختیار کر رها هے' مگر مجهے اندیشه هے که اوسکا بهي وهي حال هوگا جو عیسائیوں کا هوا - روحانیت مفقود هو جاویگي' انسانیت ختم هو جاویگی' اور انسان ایک ایسي کل بنجا ئیگا جو روپیه اور سامان عیش نفس ڈهالا کرے - میں یه اسوجه سے نہیں کہتا که میں بدھ مذهب کي روحاني قوت سے بے خبر هوں - عیسائي مذهب کی اور بدھ مذهب کي روحانیت میں کچهه بہت فرق نوعیت کا نہیں - هاں بدھ مذهب کي روحانیت عیسائیت سے ارفع اور ارجمند هے - مگر دونوں کي روحانی حالت اس جہان کون و فساد کے لیے مناسب نه تهي - جسطرح مادیت نے عیسائي روحانیت پر غلبه کر لیا' اور عیسائي تہذیب محض خود غرضي اور بہیمیت کي طرف منتقل هو گئي' اوسي طرح مجهے اندیشه هے که بدھ مذهب کی روحانیت کا بهي یہي حال هوگا - جاپان اپنی شخصیت خاص قائم رکهکر ترقي نہیں کر رها هے' بلکه مغربی رنگ میں اپنے کو رنگ رها هے' اور چونکه اسوقت اوسے کامیابي هو گئي هے' اسلیے وهي رنگ اختیار کر لینے کی اور بهی رغبت هوگي - مسلمانان ترکي بهی اوسي رنگ پر آرهے تهے' مگر اونکے تو قدرت کي جانب سے ایک طمانچه سخت رسید هوگیا - لیکن جاپان کامیاب هوا' اور روس کو اوسنے معقول سبق دیدیا' جسکا اثر حکمت اور روباهیت سے جلد ضائع کیا جا رها هے' مگر پهر بهي جاپان کي کامیابي میں شک نہیں' اور اوسکو مغربي رنگ اختیار کرنے پر وہ کامیابی کافي ترغیب دیسکتی هے' بلکه دیرهی هے - ابهي کئے دن هوے که شاہ جاپان کي قتل تک کي سازش کا اظہار هوا تها - یه بهی مغربی رنگ هے - هندوں کي تہذیب بهي بہت اعلی اور فلسفیانه هے - اونکي روحانیت درجه کمال کو پہونچی هوئي هے - لیکن روحانیت کے کمال پر پہونچنے کا نتیجه یه هے که مادي ترقي قبول کرنے کي قابلیت صحیح نہیں رهی هے - هندوستان کے اولو العزم مدبر امکاني کوشش هنود کے اصلاح تمدن کي کر رهے هیں - هندوستان کے مسلمانوں کي نسبت هنود نے بہت کچهه مادي رنگ حاصل کیا هے - لیکن اگر غور سے دیکهیے تو هندوں کے لیے رکاوٹیں حد سے زیادہ هیں - جنکا هزار برس میں بهي پوري طرح سے دفع هونا آسان نہیں -

اصل یه هے که هندوں کي تہذیب زمانۂ موجودہ کے بالکل خلاف هے - اور یه کسیطرح آسان نہیں نظر آتا که هندوں کي قوم مادیت اور روحانیت' دونوں سے فائدہ حاصل کرے - پس اگر کوئی قوم مادیت کے مقابلے کے لیے باقي رهتي هے تو وہ وهي هے جسکو مادي تہذیب نے ابهي ابهي روندا هے - میں پهر کہونگا - اور پهر کہونگا - که مادي تہذیب کے مقابله کے لیے' نہیں مادي تہذیب کو نیچا دکهانے کے لیے' مسلمانوں سے زیادہ کوئي قوم موزوں نہیں -

اونمیں وہ روحانیت هے جو مادیت سے ساز کر سکتي هے' اور جسپر پهر مادیت غالب نہیں آسکتي - اگر ذرا برابر بهي اسبات کي کوشش کي جاوے که اپني حالت قائم رهے -

اسلام ایسي معمولي تعلیم نہیں دیتا که کوئي ایک گال پر طمانچه مارے تو دوسرا اوسکي طرف پهیر دو -

وہ یه بهي نہیں کہتا که سوئي کے ناکے سے اونٹ کا پار هوجانا آسان هے لیکن مالدار آدمي کا بہشت میں جانا آسان نہیں -

مسلمان یه آبہت سانی سے کرسکتے هیں که اپني تہذیب اسلامي اور ایشیائي پر قائم رهیں اور پهر بهي یورپ کے هم سطح آجائیں -

اونمیں ذات پات چهوت اچهوت کے جهگڑے کہاں هیں ؟ اونمیں خود کشي اور باد شاہ پرستي کي خرابیاں کہاں هیں ؟ آجکل یورپ نے جمہوري اصول اختیار کر رکها هے - اور تجربه نے یه بتادیا که ظلم کو روکنے کے لیے اس سے بڑهکر کوئي طریق حکومت نہیں -

پهر مسلمانوں سے بڑهکر جمہوریت پسند اور کون هو سکتا هے ؟ هر مسلمان کے خمیر میں ڈما کرٹزم Dmocratisim هونا چاهیے -

مسلمان هي ایک ایسي قوم هے جو غیر اسلامي اصول حکومت سے مستغني هو سکتي هے -

اصل میں موجودہ تہذیب قائم هي اسلامي اصول پر هوئي تهي - لیکن چونکه عیسائي مذهب میں تہذیب کے اخلاقي حالت پر بحال رکهنے کا سامان نه تها' حضرت مسیح نے تہذیب و معاشرت کے اصول منضبط نه کیے - اسلیے عیسائیوں میں وہ اسلامي تہذیب آکر بالکل مادیت هوگئي' اور اب اسکو اسلامي تہذیب کیا' خود عیسائي تہذیب کہنا بهی غلطي هے -

ابتو یه تہذیب بیسویں صدي کي تہذیب هے - جسکي بنیاد بالکل اصول ضروریات Ulltorean Prinsiph پر هے -

اب ایشیائي قوموں کو یه دیکهنا هے که ایسي تہذیب کے مقابلے

لیے کون سی تہذیب چاهیے اور اس تہذیب کے دبانے کے لیے کون مذهب یا کون قوم مناسب هے ؟ میں مسلمان هوں - محض لشی مسلمان نہیں - بلکه میں سمجھتاهوں که اگر میں کسی مذهب کا پابند هوسکتا هوں تو اسلام هي کا - اگر میري گردن کسی آگے عاجزانه جھک سکتي هے تو وہ خدا هے' اور خدا بهي وهي ان صفات کا هو :

هو الله الذي لا اله الا هو' عــالم الغيب و الشهادہ ' هو الرحمن - هو الله الذي لا اله الا هو' الملک القدوس السلم المومن العزيز الجبـار المتكبر - سبحان الله عمـا يشركون - هــو الله البارى المصور له الا سماء الحسنى ' يسبح له ما في السمارات الارض' و هو العزيز الحكيم -

اگر مذهب ضروري هے تو اسلام کے سوا کوئي نہیں

اگر میں کسي انسان کا ایسا معتقد هوسکتا هوں که اسکے ارشادات کو بلا چوں و چرا قبول کروں' تو اوس انسان کا' جو حقیقي طور پر رحمت للعالمین تھا - جو واقعي اکمل البشر اور افضل الناس تھا - جسکا سر دنیا کے گراں قدر و بلند مرتبه شخصوں سے بھي بلند تھا - میں مسلمان هوں - مسلمان هونے پر مجھے فخر هے - اور میري دلي آرزو یه هے که میں تمام دنیاکو نعرهٔ لا اله الا الله محمد رسول الله لگاتے سنوں - میں اسکا اقرار کرتا هوں که میرے لیے اس سے زیادہ اور کوئي خوشي کي بات نہیں هوسکتي که کل ایشیائي اور افریقي باشندے مسلمان هوجاویں - مسلمان سے هرگز میرا مطلب آجکل کے مسلمان نہیں هیں - بلکه قرون اولی کے مسلمان - ایسے مسلمان جو عمل صالح سے مسلمان تھے -

ایسے مسلمان جنکي زندگي ' جنکي موت ' جنکی نیکیاں ' اور جانفروشیاں ' سب اپنے الله کے لیے تھیں - جو بیکسـوں پر رحم کرتے تھے - یتیموں کي مدد کرتے تھے - سچ بولنا جنکا شعـار تھا - دوسروں کے لیے خود تکلیف اوٹھانا جنکا شیوہ تھا - جو جانوروں تک پر ظلم نے روا دار نه تھے - جو کسي موقع پر انصاف سے نه هٹتے تھے - جو راہ حق پر نه صرف اپني جانیں بلکه کل اپنے خانـدان کي جانیں اور مال نثار کردیتے تھے - جنکي جرات اخلاقي و جسماني دونوں اعلی ترین مرتبه پر تھیں - الغرض میں ایشیا اور افریقه کیا ' کل دنیا کا مسلمان هوجانا چاهتا هوں - سچے دل سے چاهتا هوں - اور اسمیں جو کوشش هو' اسے کرنے کیلیے موجود هوں - لیکن اس کے ساتھه هي میں یه نہیں کہتا که اور پیغمبروں میں عظمت اور بزرگي نه تھي - میں تو " لانفرق بین احد من رسله " کا قائل هوں - رام هوں ' یا کرشنا - شیو هوں ' یا بدھا - یه سب وہ گراں قدر لوگ تھے ' جنکي عظمت جسقدر هم کریں کم هے - اگر ایشیا کے سب باشندے محمد عربي (صلعم) کا پیرو اپنے کو نہیں کہنا چاهتے ' تو همیں یه تو نه چاهیے له اونکو آگے کرنے سے محض تعصب کي بنیاد پرپس و پیش کریں ؟

یه سب کو معلوم رهنا چاهیے که اسلام کے اصول عالمگیر هوگئے هیں - اور بالاخر وهي کل بني نوع انسان کے اصول هونگے - اگر وہ ترقي پذیر رها اور کمال ترقي تک پہونچا -

ایسي حالت میں اوس سے تعصب رکھنا خود اپنا نقصان کرنا هے - اور اگر اسوقت یه امر قابل لحاظ نه هو' تب بھي یه دیکھنا تو ضرور هے که کون قوم ' یا کس مذهب کے پیرو اسوقت مادي تہذیب کا کامیابي سے مقابله کرسکنے کي اهلیت رکھتے هیں ؟ جو قوم یا جو مذهب اسکي امید دلائے ' اوس کو کل ایشیا و افریقه کو بلکه دنیا کے کل اوس حصے کو' جو روحانیت کے عنصر کو تہذیب سے مفقود هونے دینا نه چاهے' اوسي قوم اور اوسي مذهب کو آگے کرکے استقلال ' تحمل ' اور دلسوزي کے ساتھه حمایت کرني چاهئے -

میں جو خیالات جاپان کی بابت رکھتا هوں' وہ میں ظاهر کرچکا ' لیکن اگر روحانیت پسند باشندگان عالم یه سمجھتے هوں که جاپانیوں کي قوم اور بودہ مذهب هي مادي تہذیب و ترقي کا مقابله کرکے روحانیت کا بول بالا کرسکتا هے ' اور روحانیت پسند قوموں کو غلامي سے ازاد کرا سکتا هے ' تو بلا پس و پیش میں کہونگا که مسلمانوں کو بھي فوراً چاهیے که جاپان کو آگے کرکے اوسکي حمایت کیلیے کمر بسته هوجائیں -

اب تنگ دلي ' تعصب ' اور بیجا جنبه داري کا وقت نہیں هے - جاپان اگر عالم گیري کي همت رکھتا هے' تو اوسے بیشک میدان میں انا چاهئے ' اور روحانیت کے مقصد کو اوٹھانا چاهئے - بهر صورت اب وقت خواب کا باقي نہیں رها -

روحانیت بالکل مغلوب هو رهي هے - اگر اب بھي اوسکا تحفظ نه کیا گیا ' تو پھر کامیابي محال نہیں تو هزار چند زیادہ دشوار هو جاویگی -

هم مسلمانوں کو همارے خدا نے خیر الامم کہا هے - اسلیے سب سے زیادہ همارا فرض هے که هم اس حالت کو محسوس کریں - اور بني نوع انسان کے شرف کو بر قرار رکھیں -

وقت کا سـوال

مسلمـانوں کے لیے سوال اب یه نہیں هے که تـرک جئیں یا نه جئیں - عرب زندہ رهیں یا نه رهیں - اونکے لیے سـوال اب یه نہیں هے که ایڈریا نوپل رهے یا نه رهے - قسطنطنیه رهے یا نه رهے - اونکے لیے اب اسکا سوال بھي نہیں رها که یورپ سے اسلام خارج هو یا نه هو' اور افریقه میں اسـلامي سلطنت خود مختار باقي رهے یا نه رهے - یه عظیم الشان مسئله اونکے لیے خارج از ذکر هے - بغداد میں خلافت کے چراغ کو گل کردیا تھا - اور قطع نظر ان امور کے جنـگ صلیب یه اول هي نہیں هوئي -

مسلمانوں کي شان یه هے که مصیبت پر ثابت قدمي دکھا دیں - اونکے جوش شجاعت اور فیض سخاوت' دونوں کو مصیبتوں کي حالت میں ترقي هوتي هے -

مسلمان بلا شبه شکست کہا گیے هیں - مگر کیا اونکي همت بھي ٹوٹ گئي هے ؟ کیا وہ مایوس بھي هوگیے ؟ کیا انهوں نے

لا تقنطوا من رحمت الله

کے جادو اثر اور جان بخش ارشاد کو فراموش کردیا هے ؟

اسطرف مجھے غریب مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق هوا تو مجھے یقین کامل هوگیا که ابھي مسلمانوں کے دل مردہ نہیں هوگئے - ابھي اونمیں اسلام کي محبت موجود هے -

اگر اسلام کي خدمت کا شوق کم هوا هے تو هم ایسے مسلمانوں میں' جن پر مغربي عنصر غالب آگیا هے -

افسوس هے تو یه که وہ بیچارے مسلمان جنمیں اسلام کا درد هے مادي تہذیب سے نا بلد هیں - وہ یه نہیں جانتے که کسطرح وہ حسن و خوبي سے آج کل اسلام کي خدمت کرسکتے هیں - اونمیں اب بھي ایسے جوانمرد نکلینگے جو اسلام کے لیے توپ کے منه میں گھس جاویں - اپني سمجھه کے موافق وہ هر طرح کي اسلام کي خدمت کرنے کو تیار هیں -

لیکن اونکو چونکه مادي تہذیب سے واقفیت کم هے اسلیے وہ بہترین صورت مدد کي سونچ نہیں سکتے -

اور هم لوگ جو سونچ سکتے هیں اونکو شراب و کباب سے ملکه

کوٹ اور ٹراوزرس Troutsers کي شکلين ديکهنے سے فرصت نہيں - همپر بدقسمتي سے يورپ کي تہذيب کا سکه اسقدر بيٹهه گيا هے که ذرا برابر بهي اوس سے انحراف کريں تو شرمنده هو جاتے هيں -

معلوم تو يه هوتا هے که مغرب نے همارے جسم هي کو نہيں بلکه هماري روح کو بهي مغلوب کر ليا هے -

اگر يورپ همسے يه کہے که اسلام يورپ ميں رهنے کے قابل نہيں - تو هم بهي فوراً کہديں گے که ترکوں کو يورپ سے نکلکر ايشيا ميں آکر انگلستان کي پرورش سے زندگي بسر کرنا چاهئے ! !

اگر يورپ همسے يه کہے که اسلام جمہوريت کے ساتهه نہيں چلسکتا تو هم بهي فوراً يه تسليم کر ليں گے که ايران اور ترکي ميں جو اندوه ناک انقلابات هوے' وه اوسي وجه سے هوے ! !

يه تو بڑے بڑے معاملات هيں - هماري افسوس ناک حالت تو يه هے که هم ذرا سے ٹب ميں پاني بهر کر نہانے کو' باوجود اسکے که وه طب اور سائنس کي رو سے قطعاً مضر اور گنده طريقه هے' صرف اسليے پسند کرتے اور اختيار کرتے هيں که يورپ ميں وه رائج هے -

افسوس که هم ميں هي اسکي قابليت تهی که هم اپني تہذيب کو پهر بلند مرتبه پرپہونچاتے ' اور اپنے ملک - اپنے مذهب - اپني قوم کے عروج کے طريقے نکالتے - ليکن هماري حالت يه هے که هم اپنے آپ کو بهول گئے هيں - اور اسپر فخر کرتے هيں که هم مہذب بهي اگر سمجهے جاتے هيں تو اس حالت ميں که مغرب کي بري اور بهلی هر طرح کي تہذيب پر کاربند هوں -

ميں نے ايک غزل کہي تهي - اوسکا ايک شعر يه تها :

برا هو اس محبت کا - بهلا هو حسن دلکش کا
ميں اپنے آپ سے گم هوں مگر ميرا پتنا تم هو

آخر کے " بهلا " کو بهي " برا " کہکر ' مسلمانوں کي حالت کے مطابق اسے بنا سکتے هيں -

مادي تہذيب کي اس نمايشي دلاويزي اور عقل فريبي نے مسلمانوں کو خود اپنے سے بهسلا ديا هے - اور مغربي تہذيب کا نشان انکے ليے بهي قائم کر ديا هے - وهي معيار تہذيب و انسانيت هے -

مولانا ! ياد رکهيے که قادر حقيقي هم هي لوگوں سے شديد باز پرس کريگا که همنے اُن دلدادگان اسلام کي حمايت کيوں نه کي ' جو اسطرح سے اسلام کي خدمت کو تيار تهے -

آپ نے جو پاليسي اختيار کي هے اور جس عظيم الشان خدمت کو اپنے ذمے لے ليا هے' وه يقيناً اصلي اور صحيح علاج هے - آپ مسلمانوں ميں مذهبي روح پهونکنا چاهتے هيں ' اور معارف قرآن کے ذريعه سے -

بيشک اوسکا ' اثر هوگا - بلکه بہت کچهه هو چکا هے' ليکن وقت اسکا مقتضي هے که اسکے اثر کو ضائع نه کيا جاے اور کوئي عملي کام شروع کرديا جاے -

ميري خدام کعبه کي اسکيم Scheme کو بهي آپ نے ٹال رکها اور ميرے پاس ٹهيک مسوده بهي نہيں هے -

کچهه کرنا ' اور جلد کرنا ضروري هے - آپ يه تو ديکهيں که آپ تو ايک بہت بڑا کام کر رهے هيں رهيں يعني " الہلال " کي روشني هند ميں پهيل رهي هے - ميں تو بيکار هو رها هوں - کچهه تو کروں - خدام کعبه کي اسکيم چلے تو اُسی کام کو کروں -

جو پين اسلامک Pan. Islamic انجمن کي مالخوليائي اسکيم تهي اوسے بهي بهيجتا هوں - ملاحظه فرمائيے - آپ تو اوسپر نه هنسيئے ' مگر هندوستان کے نوے فی صدي مسلمان اوسکو پڑهکر مجهے

مجنون ضرور کهينگے - وه کہيں گے که عمل ميں لانے والي نہيں - اچها نہيں - اور پهر نہيں - اور پهر نہيں - شايد وه وقت بهي آجاے که وه قابل عمل هو جاے - جو چيز فوراً عمل کي هو اوسے کرنا چاهيے -

بہر حال کچهه کرنا چاهيے - پهر اوٹهيے - اب دير کيا هے ؟ سونچ کيا هے ؟ انتظار کيا هے ؟

والسلام

الہلال

پيش نظر امور سے يه عاجز غافل نہيں - گذشته آٹهه ماه سے شب و روز يہي فکر دامنگير رهي هے - ليکن ميري نظر اور پہلوؤں سے پڑ رهی تهي - ميں اُس بہترين طريق عمل ' اور ايک نقطۂ کار کا متلاشي تها ' جسکے چاروںطرف اپني موجوده صدها ضرورتيں جمع هوسکيں - بہر حال جو کچهه سونچنا تها ' سونچ چکا هوں ' اور رحمت الہي کا شکر کرتا هوں که اُس نے اپنے فضل و کرم سے راه سوجها دي هے - آينده نمبروں ميں اسکي توضيح ديکهه ليجيے گا - آجکي اشاعت کے مقالات افتتا حيه گويا اسي کي تمہيد ميں - آپکي اسکيم " خدام کعبه " بهي شائع کر ديتا هوں - وما توفيقي الا با الله - عليه توکلت واليه انيب -

همارا ليڈر کون هے

—○:*:○—

آخري فيصله کي گهڑي

— * —

دنيا بهول ميں هے - روبوں کي تهيلي اور پتلون کي جيب ميں ليڈر کو تلاش کرتي هے - همارے رهنما حجازي رسول (صلعم) هيں - تيره سو برس کي پائدار رهبري کو چهوڑ کر هم خود غرض' بے اعتبار - اور مقلدين فرنگ ليڈر نہيں چاهتے - آخري فيصله کي ساعت اب آگئي - توحيد کي روشني اخباري دنيا کي تاريکي ميں نمودار هونا چاهتي هے - وه هفته وار اخبار توحيد هے - هر هفته بڑي تقطيع کے آٹهه صفحوں پر ميرٹهه سے شائع هوا کريگا - خط اور چهپائي نہايت صاف - لڑائي کي تصويريں - مفيد و دلچسپ اسلامي کارٹون - تازه اخبارات و رسائل کا ضروري خلاصه - انقلاب انگيز طوفاني چال' بيدين کے لئے بهونچال - امن و امان کے لئے نيک فال - هر خاص و عام کے سمجهه کے قابل باتيں - وه طريقے جنسے ملک ميں ليڈر شناسي کا ملکه پيدا هو - مولانا حسن نظامي دهلوي کي ايڈيٹري' نگراني ' اور سر پرستي ميں ميرٹهه سے ۱۰ اپريل سنه ۱۳ع کو جاري هو جائيگا - قيمت سالانه صرف ۳ - روپيه - نمونه ايک آنه کے ٹکٹ آنے پر مليگا - مفت نہيں - الہلال کا حواله ضرور ديجئے -

منيجر اخبار توحيد - لال کورتي - ميرٹهه

(اعلانات)

دهلي ميں غدر

پہلے تیموري تاجدار اور اسکے خاندان کي کیا شان تهي - اور غدر کے بعد کیا هو گئي - پهولوں کي سيج پر سونے والي شهزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سوئیں - أنکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کهالے بهادر شاه غازي اور انکے بال بچوں پر کیسي کیسي بپتائیں پڑیں - شهنشاه هند کے بیٹوں اور نواسوں نے دهلي کے بازاروں میں کسطرح بهیک مانگي - اسکے سچے اور چشم دید قصے مضامین خواجه حسن نظامي میں بکثرت جمع کیے گئے هیں - یه مجموعه ڈهائي سو صفحه کا هے - جسمیں مضامین غدر کے علاوه اور بهي بهت سے دلچسپ مضمون خواجه حسن نظامي کے هیں - قیمت صرف ایک روپیه -

---

اگر هندوستان میں انگریزی چراغ گل هو جائے

خدا نخواسته حکومت کا نهیں بلکه انگریزوں کي پهیلائي هوئي نئي روشن کا چراغ اگر گل هوجائے اور اهل هند اپنے قدیمي تمدن اور پراني روشني کے اصول کو اختیار کرلیں تو اسوقت نئي روشني کي پراني هوئي تاریخ لسان العصر اکبر اله آبادي کے کلام میں جوں کي توں مل جائیگي - کلیات اکبر کا یه لا جواب مجموعه دو حصوں میں همارے هاں موجود هے - قیمت تین روپیه آٹهه آنے -

---

یورپ اپنے گهر میں رهے

ایشیاء و افریقه میں اسکا رهنا عقل اور فطرت کے خلاف هے - یه مقوله مصر کے زبردست بزرگ اور تمام صوفیوں کے شیخ المشائخ کا هے جو انهوں نے اپني کتاب مستقبل الاسلام میں لکها هے - اس کتاب میں ایسي دل کو لگنے والي پیشین گوئیاں هیں که مسلمان علی الخصوص ایشیائي آنکهه دیکهکر باغ باغ هو جاتي هے - اسکے اردو ترجمه کا نام اسلام کا انجام هے - قیمت چار آنے -

---

زار روس کي هتکڑیاں

اس کا بهید شیخ سنوسي کے رسالوں میں هے جسمیں ظهور حضرت امام مهدي اور شهنشاه انگلستان کے مسلمان هونے اور آئنده زمانه کے هولناک انقلابات کي سچي پیشین گوئیاں هیں -

حصه اول ۳ آنه - حصه دوم کتاب الامر ۳ آنه - حصه سوم فیضان ۸ آنه -

---

هندوستان میں جهاد

سلطان محمود غزنوي نے سومنات میں کیونکر جهاد کیا - اسکے چشم دید منظر روزنامچه خواجه حسن نظامي میں ملینگے جسمیں سفر بمبئي سومنات کاٹهیاواڑ گجرات وغیره کا دلچسپ تذکره هے - قیمت ۸ آنه

محدث گنگوهي کي گرفتاري

عارف و واصل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوهي رحمة الله علیه غدر کے زمانه میں کیونکر گرفتار هوئے اور انپر کیا کیا گزري اسکا ذکر اسي نئي سوانح عمري میں هے - یه کتاب نهیں هے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانه هے - با تصویر قیمت ایک روپیه ۸ آنه - اسرار مخفي بهید - ۳ آنه ترکي فتح کي پیشین گوئیاں قیمت دو پیسه - دل کي مراد قیمت ۱ آنه - رسول کي عیدي قیمت ۲ آنه

یه سب کتابیں کارکن حلقه نظام المشائخ دهلي سے منگائیے -

مسٹم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والي ' معه محصول دو روپیه آٹهه آنه

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ٥ ویلسلي اسٹریٹ ڈاکخانه دهرمتله کلکته -

فهـــرست

زر اعانـــۀ دولت عليۀ اسلاميـــه

—:#:—

(١٨)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ؟ بان لهم الجنه

بقيه فهرست اسماء بزرگان موضع بيگون ' جنکي مجموعي رقم ٨ - ٢١٢ بذريعه جناب ولي محمد صاحب عباسي ' ساکن نارده پور ' وصول هولي اور فهرست نمبر ١٣ ميں شائع کي گئي تهي -

	پائي	آنه	روپيه
سبحان نيورا	-	-	١
حمان مرتوال	-	٨	-
فاصل مرتوال	-	-	١
الله بخش هانسي وال	-	-	١
امير حسنا - چوهان	-	٦	-
اصلم الدين چوهان	-	١٠	-
فامتو چوهان	-	٨	-
نعمت گوري	-	-	١
قادر اجميري	-	٨	-
الله رکها مرتوال	-	٨	-
محمد ولد قاسم هانسي وال	-	٨	-
نبي بخش هانسي وال	-	-	١
الله رکها اجميري	-	٨	-
الله بخش ولد داؤد لاهوري - بيگون	-	-	١
الله رکها ولد نورا هانسي وال	-	٨	-
رمضو ولد فاصل چوهان	-	-	١
الله بخش ولد کريم بخش	-	١٠	١
چهوٹو اجميري	-	٨	-
کريم چاندن	-	-	١
راجو	-	-	١
رسول	-	-	٢
فاصل	-	-	١
الله بخش	-	-	٢
نبي بخش پٹيل	-	-	٢
هاشم جان والا	-	-	١
داؤد بهابجوري	-	-	١
نورا جان والا	-	-	٥
حسنا ولد ميرو	-	-	٢
ناپتو	-	٨	-
نبي بخش کدواسا والا	-	-	١
کلو	-	-	١
گوٹو ولد قادر	-	-	١
نبي بخش	-	-	٣
نورا پٹيل	-	-	١
دهولا	-	٨	-
نبي بخش ولد اصلم بخش ندان بيگون	-	-	١
چاندو	-	-	١
اصلم بخش چوني بيگون والا	-	١٣	١
کالو	-	-	١
رحمان ولد ميرو	-	٨	-
شهاب الدين چهيه بيگون	-	-	٥

	پائي	آنه	روپيه
کرم بخش	-	-	١
جمال الدين	-	-	١
اسحاق	-	-	٤
مسماة فاطمه بيوه نورا	-	٣	-
ابراهيم نيلگر بيگون	-	-	٢
حسنا	-	-	٣
پير بخش	-	-	٥
غريب	-	-	١
خدا بخش	-	-	١
خواجو	-	-	١
خواجو بهلواڑه والا	-	٦	-
نبي بخش	-	٣	-
گدا سچا	-	-	٢
الله نور سرگنده والا	-	-	١
قدرت الله خان کوتوال	-	-	٥
دوست محمد خان همدرد سپاهي بيگون	-	-	٢
دراز خان	-	-	٣
گلاب خان ولد نبي بخش	-	-	٢
نصر محي خان	-	٨	-
اکر خان	-	-	١
پير خان ولد مدح خان	-	-	١
منير خان	-	-	١
چاند خان	-	٣	-
عزيز خان	-	-	١
لعل خان	-	-	١
ناتهو سارکر بيگون	-	-	١
عالم کاغذي	-	٢	-
الله بخش مصور	-	-	١
محمد ذولر والا	-	-	٢
حسنا آهنگر	-	-	١
مستان شاه	-	-	١
چهوٹو ورق ساز	-	-	١
رحيم بخش بهبرجه	-	٨	-
رحمان سوزگر	-	٨	-
حسن شاه صاحب جفت فروش	-	٨	-
نبي بخش جعفر	-	٤	-
بهورا شاه جعفر	-	-	١

اسمائے بزرگان شاهجهانپور جنکا چنده ... ... ١٥٦ - بذريعه جناب مولوي سيد محمد نبي صاحب وکيل شاهجهانپور وصول هوا اور فهرست نمبر ١٢ ميں شائع کيا گيا -

	پائي	آنه	روپيه
سيد محمد غلام رباني صاحب مياں محله جهنڈا کلاں -	-	-	٢٠
سيد رفيق حسن صاحب محله خليل	-	-	٥
حکيم سيد جميل الدين صاحب محله نجو خليل	-	-	٢
همشيره سيد محمد حسن صاحب مياں محله غليري -	-	-	٥
سيد محمد حسين صاحب مياں محله جهنڈا کلاں	-	-	١
عنايت احمد خاں صاحب محله غليري	-	-	١
محمد کشور علي خاں صاحب محله ناوين بهادرگنج -	-	-	٥
سيد مشرف علي مياں محله جهنڈا کلاں	-	-	٥
سيد عبد الحکيم مياں محله جهنڈا کلاں	-	-	١٠
اهليه سيد محمد نبي مياں محله جهنڈا کلاں	-	-	٥٠
اهليه سيد غلام رباني مياں محله جهنڈا کلاں	٦	٥	١٠
همشيره سيد غلام رباني مياں محله جهنڈا کلاں	-	-	٩١

	پائی	آنه	روپیه
اہلیہ قاضی محمد حسین صاحب محلہ جھنڈا کلاں	۶	۱۱	۳
سید محمد یوسف میاں محلہ جھنڈا کلاں	-	-	۱۵
سید حسین احمد میاں محلہ جھنڈا کلاں	-	-	۵
چند مسلمانان شاہجہانپور	-	۹	۲

بذریعہ سید بشارت علی و سید مظہر امام صاحب

ہنسلی نقرئی ایک - کنگن نقرئی ایک جفت - بالی نقری ۹ عدد - جھومر نقری ایک - بتانا نقری ایک جفت - چھلا نقرئی ایک جفت - جوشن ایضاً ایک جفت - آرسی ایک - انگوٹھی نگدار ایک - پاندان برنجی ایک معہ بوذرچر - حصہ برنجی خرد و کلاں ایک - کٹورا برنجی ایک - سالی ملیگیا ایک - برنجے ایک - لوٹا برنجی ایک - پاندان معہ بودبچہ ایک - پاندان مدور ایک - بورچہ مہ مسی ۵ عدد - ایضاً رکابی خرد و کلاں بدھنا و بدھنی - ایضاً ۵ عدد - کٹورہ مسی ایک - گلاس الیومنیم ایک - دھوسے پلم سری دوعدد - گھڑی جیبی کہنہ ایک - سگریٹ کیس دوعدد - تسبیح ایک - ہمولی لیس ایک - ہولی مخمل ایک - انٹا ایک - بیچک ایک - چادر ایک - صافہ ایک - چکن جامدانی ایک - مہد نامہ معہ جزدان ایک - کتاب از قسم ناول گیارہ جلد - گلوبند سرخ ایک - رجب علی سوداگر بکس ایک - نقد

	پائی	آنه	روپیه
(میزان)	-	۵	۱۵
بذریعہ ڈاکٹر فضل شاہ صاحب جھٹ پٹ	-	۷	۱۰۱
جناب عبد الحمید خاں صاحب	-	-	۵
خان بہادر سردار لشکر	-	-	۱۰
حاجی کریمداد خاں	-	-	۵۰
معرفت جناب خانصاحب منشی معزاز الدین	-	-	۹
کریمداد ملازم ہسپتال	-	۱	۱
منشی محبہ خاں برینچ پوسٹماسٹر	-	-	۳
منشی فیض محمد خاں گرد اور قانونگو	-	۸	۸
مرزا محمد حسن عرائض نویس	-	-	۲
جناب ڈاکٹر فضل شاہ	-	-	۱۰
سید عبد الخالق	-	-	۳
بقایا رقم جو کہ پہلے چندوں سے بچی تھی -		۱۵	۲
بزرگان ٹیٹا گڑھ - کلکتہ در گھڑیاں جیبی - و نقد	-	۱۴	۳۵۵
جناب خلیل الرحمن صاحب باقر گنج - بانکی پور	-	۶	۶
بزرگان جمرئی ضلع مونگیر بذریعہ محمد یعقوب صاحب	-	-	۱۳۰
عبد القادر صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں	-	-	۲۰
بذریعہ حبیب النبی خانصاحب صرلحہ	-	-	۲
بزرگان صاحب بگنج بمقام کالی گھاٹ بذریعہ نعمت صاحب مستری	۶	۱	۶۰
ایس - ایم - پیارے صاحب از صفدر پور - گیا	-	-	۳۱
ایک خاتون از دیار پور - سوہاگ پور بذریعہ سید احمد صاحب (علیگڈھ)	-	-	۱۹۵
بزرگان بوھل گنج ضلع گورکھپور بذریعہ سید محمد قاسم صاحب کلرک تھانہ	۹	۱۲	۱۶
جناب چودھری اعجاز رسول صاحب ردولی	-	-	۲
بزرگان بایزید پور ضلع مونگیر بذریعہ شمس الہدی صاحب	-	۱۰	۱۶
شیخ محمد عطا اللہ صاحب طالب علم اٹاوہ	-	-	۳
الہی بخش - خدا بخش صاحب بستی مرتضی خاں ہوشیارپور	-	۲	۲۵
نذیر الدین صاحب نعمانی ردولی	-	-	۵

برادران ہنود و اسلام ریاست جرکھاری ضلع ہمیرپور بذریعہ

	پائی	آنه	روپیه
جناب منشی عبد الرحمن صاحب و فخر الحسن صاحب	-	-	۲۵۰

(بہ تفصیل ذیل)

چندہ متفرق جو عید گاہ میں بقر عید کو

	پائی	آنه	روپیه
وصول ہوا	۶	۱۲	۱۲
منشی عبد الوحید صاحب معہ اہلیہ خود	-	۱۰	۳
منشی عبد العزیز صاحب معہ اہلیہ و پسر خود	-	-	۷
بابو سعید احمد صاحب ڈاکٹر شفاخانہ ریاست	-	۷	۱۴
جناب والدہ صاحبہ ڈاکٹر صاحب ممدوح	-	-	۱۰
منشی عیوض علی صاحب پیشکار	۶	۱۲	۱
منشی احمد حسین صاحب کمال الدولہ	-	۱۰	۱
منشی بھوری خانصاحب	-	۱۴	۱
منشی عبد الباسط صاحب	-	۶	۲
مرزا احمد حسین صاحب سررشتہ دار حضور دربار	-	-	۲
منشی رجب علی خانصاحب منصرم پیماش	-	۵	۱
نجف خانصاحب سوار	-	۱۳	-
منشی فخر الرحمان صاحب	۶	-	۹
مولا بخش صاحب سوداگر	-	۸	۱۱
سید سرفراز علی صاحب سوداگر	-	-	۲
منشی رسول خانصاحب افسر دیم	-	۱۲	۴
منشی صادق حسین خانصاحب سب انسپکٹر پولیس	-	-	۲
شمس الدین صاحب سوداگر مہوبا	-	-	۱
قوم چندہ جو محلہ ریاست جرکھاری میں وصول ہوئے	۶	۸	۲
عبد الجلیل خانصاحب عرف پول خان	-	-	۵
چھوٹے خاصاحب سپاہی	-	۸	۲
امام خانصاحب سپاہی	-	۱	۳
رسولی هرن باز صاحب	۳	۱۱	-
منشی امیر اللہ خانصاحب اہلمد ایچنسی معہ اہلیہ خود	-	۶	۵
منشی عبد الکریم صاحب سررشتہ دار ریاست	-	-	۵
بیگم صاحبہ مدارالمہام صاحب	-	-	۲
والدہ صاحبہ حافظ یوسف علی	-	-	۱
حکیم مہر خانصاحب حکیم ریاست	-	-	۱
منشی عبد المجید صاحب مورمال	-	-	۴
منشی احمد جان صاحب باگول	-	۹	۱
منشی امجد علی صاحب	-	-	۱
مولوی محمد ابراہیم صاحب مجسٹریٹ درجہ سویم	-	-	۱
جگن خانصاحب ٹھیکدار آبکاری	-	-	۲
شیخ الہی بخش صاحب سوداگر	-	-	۳
سید باقر حسین صاحب	-	۹	۱
میر اصغر علی صاحب اور سیز	-	-	۱
شیخ غازی صاحب تماکو فروش	-	-	۱
منشی بہادر خان صاحب مدرس انگریزی	-	-	۱
دیوان شیخ محمد صاحب	-	-	۱
سید عبد الرحیم صاحب حضور دربار	-	-	۱
حکیم احمد حسین صاحب حضور دربار	-	-	۲
شیخ مداری خلیفہ چرزنی	-	-	۱
محمد خانصاحب	-	-	۱
رمضان صاحب	-	-	۱
مرزا واجد بیگ صاحب ٹھیکدار تعجورت	-	-	۱
منشی ارشاد حسین خانصاحب مورمال	-	-	۱
منشی عبد الحکیم صاحب سب انسپکٹر پولیس	-	-	۲

	پائی	آنه	روپیه
منشي عبد الحميد صاحب سابق سب انسپکٹر	۰	۰	۱
منشی شہامت حسین صاحب طالب العلم	۰	۰	۲
سبزي فروشونکی پنچایت سے وصول ہوے	۰	۰	۱۰
قاسم علي صاحب جمعدار نقار خانه	۰	۴	۱
معرفت منشي وزیر خانصاحب پیشکار	۰	۰	۱۰
منشي عبد الرزاق صاحب مدرس	۰	۰	۲
سید محمد عباس صاحب تحصیلدار ریاست ینکم گڈھه	۰	۰	۱
منشي عبد الکریم صاحب سب انسپکٹر پولیس ریاست بہادر	۰	۰	۱
منشي علي شیر خانصاحب سب انسپکٹر	۰	۰	۶
منشي عبد الرحمن خانصاحب هڈ کانسٹبل ضلع هوںپور	۰	۰	۱
بہادر خانصاحب ٹہیکدار همیر پور	۰	۰	۱
شیخ عبد الغفور صاحب همیر پور	۰	۰	۱
شیخ لکھو صاحب شتر سوار	۰	۰	۱
مصاحب ارجن سینگھه جودیو صاحب کرنیل افواج ریاست چرکہاري	۰	۰	۵
پنڈت درگا پرشاد صاحب سب انسپکٹر پولیس	۰	۰	۱
منشی کرشن گوپال صاحب	۰	۸	۰
پنڈت جگناتهه پرشاد	۰	۰	۱
بلونت سنگهه صاحب موٹر ڈرائور	۰	۴	۰
سید نیر حسن صاحب سپاهی	۰	۰	۱
عمرو حجن سوداگر تماکو	۰	۸	۱
نور محمد سبزي فروش	۰	۰	۱
راج بخش صاحب سبزي فروش	۰	۰	۱
شیخ بدلو صاحب سبزي فروش	۰	۰	۱
شیخ دمون صاحب سبزي فروش	۰	۰	۱
امیر خاںصاحب خانساماں	۰	۰	۱
مسماة حسینی جان	۰	۰	۲
مسماة حیدري جان	۰	۰	۱
مسماة لعل جان	۰	۰	۱
مسماة نذیر جان	۰	۹	۱
مسماة بیگم جان	۰	۹	۱
مسماة مساں جان	۰	۱	۰
مسماة پریا والدہ رمضان	۰	۸	۰
مسماة جنی	۰	۸	۰
مولوي نور خانصاحب اهلمد	۰	۸	۰
احمد حسین صاحب	۰	۰	۱
رمضان علی صاحب عطر فروش	۰	۸	۰
اعزاز حسین صاحب مختار	۰	۲	۰
محمد خانصاحب قوال	۰	۸	۰
حکیم محمد رضی صاحب اهلمد	۰	۲	۰
شیخ محمد صاحب اهلمد	۰	۸	۰
خیراتی خانصاحب ٹہیکدار	۰	۸	۰
منشی عبد اللطیف صاحب قاضی شہر	۰	۸	۰
هدایت الله خانصاحب همیر پور	۰	۸	۰
حاکم سبزي فروش	۰	۴	۰

	پائی	آنه	روپیه
پیر بخش صاحب	۰	۴	۰
سبسی صاحب نابینا	۰	۱	۰
رمضان علی صاحب خانساماں	۰	۴	۰
منشی رضا بیگ صاحب جمعدار	۳	۲	۰
شیخ فجو برقنداز جنگ خانه	۰	۴	۰
شیخ رمضن صاحب	۰	۴	۰
مولا بخش صاحب چوڑي والا	۰	۴	۰
شیخ الهی بخش صاحب سوار	۰	۴	۰
شیخ عیدو صاحب	۰	۴	۰
شیخ خیراتی سائیس	۰	۴	۰
شیخ حسین سپاهی	۰	۲	۰
پیر بخش صاحب	۰	۲	۰
مہر خانصاحب	۶	۲	۰
مولا بخش صاحب بلم بردار	۰	۱	۰
مصطفی کونچوان	۹	۱	۰
جناب سداري صاحب	۳	۰	۰
منشی بہادر خانصاحب مدرس اردو	۰	۲	۰
رمضان صاحب	۰	۱	۰
شیخ کلو صاحب	۰	۲	۰
آغا صاحب ملنگا	۶	۲	۰
رسول خانصاحب ملازم شفاخانه	۰	۱	۰
بہادر خانصاحب	۰	۲	۰
علی حسن صاحب	۰	۲	۰
اسمعیل خانصاحب	۰	۲	۰
شیخ فجو صاحب کہر کنور	۰	۴	۰
والدہ لعل خانصاحب	۰	۴	۰
لیاقت حسین صاحب گوله انداز	۶	۲	۰
سید محمد حسین صاحب	۰	۴	۰
تانتي مومن صاحب	۰	۲	۰
مہر خانصاحب	۶	۱	۰
دلو بہشتي	۰	۱	۰
شیخ شبراتی صاحب رنگساز	۰	۲	۰
شیر خانصاحب گوله انداز	۰	۴	۰
نور خان ولد غاري خان گوله انداز	۰	۴	۰
دان خانصاحب گوله انداز	۰	۲	۰
احمد خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
شیخ عبد القادر صاحب محافظ دفتر	۶	۰	۰
خدا بخش صاحب	۰	۴	۰
مسماة نورن	۰	۴	۰
رسول خانصاحب سپاهی	۰	۶	۰
شیخ الهي ڈنکا نواز	۰	۲	۰
شیخ عبد الله صاحب عطار	۰	۲	۰
حافظ شیخ سمر صاحب	۰	۴	۰
والدہ عبد الرحمن صاحب	۰	۱	۰
بہول خانصاحب	۰	۴	۰
شاہ خان خانصاحب	۰	۱	۰
کلو خان صاحب بگنله ماروي کارڈ	۰	۴	۰
سوین تلنگا	۰	۲	۰

	پائي	آنه	روپيه
نورن باجر والا	-	۲	-
گیو شتر سوار	-	۲	-
نور بیگ	-	۲	-
مہر خانصاحب شتر سوار	٦	-	-
خدا بخش صاحب	٦	-	-
جہنگي باجے والا	-	۱	-
رمضان تلنگا	٦	-	-
دیوان خان تلنگا	-	۱	-
مسماۃ بڑي بہر فیل خانه	-	۱	-
شیخ روشن صاحب	-	۲	-
کہري صاحب	-	۱	-
شیخ لتہو صاحب	-	۲	-
رسول بخش صاحب	-	۱	-
مرزا فوجي صاحب	۲	-	-
مرزا بشارت صاحب	-	۱	-
چھوٹے خانصاحب	۲	-	-
یوسف خانصاحب گوله انداز	-	۴	-
غازي خانصاحب چابک سوار	-	۲	-
شیخ کلو گوله انداز	-	۲	-
نور خانصاحب سپاہي	-	۲	-
نور خانصاحب سپاہي	-	۲	-
دایم خانصاحب سپاہي	-	۱	-
بدلو سیقل گر	۱	-	-
باسط سپاہي	۲	-	-
شیخ اسمعیل صاحب	-	۵	-
شیخ بشارت	-	۵	-
بادل خانصاحب سپاہي	۳	-	-
یعقوب بیگ گوله انداز	-	۳	-
مرزا بشارت بیگ صاحب	-	۴	-
شیرعلي صاحب عطر فروش	-	۴	-
علي مرزا صاحب گوله انداز	-	۵	-
دایم خانصاحب پہلوان	-	۸	-
مرزا لچھت بیگ صاحب	-	۴	-
مرزا خاتم بیگ صاحب	-	۴	-
مرزا کریم بیگ	-	۸	-
محمد شیر خانصاحب مدرس	-	۲	-
رمضان بیگ صاحب	-	۲	-
فتح خانصاحب	-	۱	-
علي خانصاحب بلم بردار	-	۱	-
منو خانصاحب	-	[illegible]	-
نتھو خانصاحب	-		-
مدار حسین بیگ صاحب	-	۱	-
شیخ غازي صاحب	-	۱	-
رضا بیگ صاحب	۳	-	-
منو بیگ صاحب	۳	-	-
محمد بیگ صاحب	۳	-	-
وزیر قہار صاحب	-	۱	-
نبي بخش صاحب	-	۲	-
قادر بیگ	-	۳	-
رجب قہار	-	۱	-
حافظ نور محمد صاحب	-	۲	-
پیٹو صاحب	-	۱	-

	پائي	آنه	روپيه
گلاب خانصاحب	-	۲	-
چھوٹے خانصاحب	-	۱	-
مدر خانصاحب ہرن باز	-	٦	-
مظفر حسین صاحب چوکیدار	-	۱	-
غلام اکبر خانصاحب مختار	-	۴	-
شیخ عبد الله صاحب سپاہي	-	۲	-
حسین خانصاحب سپاہي	-	۲	-
دین محمد صاحب سپاہي	-	۲	-
شیخ خیراتي روشن چوکیدار	-	۸	-
نجف خانصاحب چوکیورسه	-	۴	-
غازي خانصاحب برقنداز	-	۲	-
سري بہشتي	-	۱	-
نبو صاحب سپاہي	۱	۱	-
شیخ عثمان	-	۴	-
امیر خانصاحب مور دربار	-	۴	-
عبد الرشید صاحب مختار	-	۴	-
شیخ الہي بخش صاحب سوار	-	۴	-
حاجي اله دین صاحب	-	۴	-
میر بخش - شترخانه	-	۱	-
عیدو سبزي فروش	-	۲	-
سبقول سبزي فروش	-	۲	-
مان خانصاحب افسر دریم	-	۴	-
پٹو خانصاحب	-	۲	-
امام باجے والا	-	۲	-
زوجه محمد امان خانصاحب	-	۱	-
ضانه سپاہي	-	۱	-
به ذریعه شیخ چاند صاحب سپاہي	-	۳	-
منشي گلاب خانصاحب مور	-	۳	-
ٹونڈي رنگریز	-	۱	-
قانتي خلاصي	-	۱	-
کہري منشکا سطاسب	-	۲	-
پیر خانصاحب گوله انداز	-	۲	-
حسین بیگ منکا	-	۱	-
قربان علي سپاہي	-	۱	-
مرزا مداري بیگ صاحب	-	۲	-
بقاتي بساطي	-	۲	-
جمن منہار	-	۳	-
لعل محمد منہار	-	۱	-
شیخ بہوري	-	۴	-
عثمان خانصاحب طالبعلم	-	۴	-
گیو سائیس	٦	۱	-
پیٹو خانصاحب سپاہي	-	۴	-
مرزا ولایت علي بیگ	-	۲	-
جہسو خانصاحب سپاہي	-	۲	-
نالہ خانصاحب سوار	-	۲	-
دلاو سپاہي	-	۲	-
خقیري جمعدار تحصیل	-	۳	-
حسن خان وزن کش	-	۴	-
مان خانصاحب سپاہي	-	۴	-

	پائی	آنه	روپیه
شمشیر خالصاحب وزن کش	-	-	۱
شیخ سبحان وزن کش	-	۲	-
رستم خالصاحب وزن کش	-	۸	-
شیخ منیم صاحب وزن کش	-	۴	-
شیخ خدین صاحب وزن کش	-	۲	-
مداری صاحب وزن کش	-	۲	-
شیخ عثمان سپاهي	-	۴	-
اسمعیل خان ولد پیر خان	-	۴	-
گهٹے باجے والا	-	۱	-
گل خانصاحب کابلي	-	۲	-
تاج محمد صاحب کابلي	-	۱	-
بهورا	-	۲	-
رمضان وفاتي	-	۱	-
ظهور الله صاحب	-	۲	-
شیخ اکرام صاحب	-	۱	-
پیر خالصاحب جمعدار	-	۴	-
للو منشي صاحب	-	۱	-
خدا بخش چوکیدار	-	۱	-
دختر نصب علي صاحب	-	۲	-
پیر خالصاحب سپاهي	-	۱	-
ملو رنگریز	-	۱	-
حاکم رنگریز	-	۱	-
عبدل خیاط	-	۱	-
عمر صاحب	-	۱	-
رمضان فراش	-	۱	-
لتهائتن دمریدار	-	۴	-
بشارت بیگ صاحب	-	۲	-
بدهو صاحب	-	۱	-
رحیم صاحب	-	۱	-
ایک مسلمان	-	۲	-
خواجو صاحب	-	۴	-
سید برکت علي صاحب	-	۲	-
میر صاحب	۶	-	-
مان خانصاحب سوار	-	۴	-
سید برکت علی صاحب چوکهاري	-	۲	-
شیخ رحیم صاحب	-	۲	-
میر خانصاحب جمعدار پولیس	-	۲	-
مرزا متهو صاحب	-	۱	-
مرزا چنگلی صاحب	-	۱	-
شیخ سبحان صاحب	-	۱	-
میکو صاحب	۶	-	-
مرزا حسو صاحب	-	۱	-
وزیر خانصاحب سوار	-	۴	-
شیخ امیر تلنگا	-	۱	-
قاسم علی صاحب	-	۱	-
مهر خانصاحب سپاهی	-	۲	-
شیخ چاند	-	۲	-
ایک مسلمان	-	۳	-
رحم خانصاحب تلنگا	-	-	۱
فقیری صاحب	-	۴	-
منشی عبد الحکیم صاحب طالب علم	-	۱۲	-
والدہ صاحبه فخر الرحمان خان محرر	-	-	۱
اهلیه صاحبه فیض محمد	-	-	۱
محمد خانصاحب سپاهی	-	۴	-

	پائی	آنه	روپیه
مولا بخش	-	۲	-
زوجه حیات خانصاحب	-	۲	-
فجو حجام	-	۴	-
لالی حجام بذریعه اسلم خان	-	۴	-
محبوب بخش صاحب تهیکدار	-	-	۱
محصول منی آرڈر	-	۸	۲

	پائی	آنه	روپیه
جناب عبد الکریم صاحب کوهیمه (آسام)	-	-	۲۰۰
جناب سید محمد حبیب الحق صاحب هیدر پوري	-	-	۲
جناب عبد العزیز خانصاحب سهسرامي	-	-	۵
جناب وحید الحق صاحب ستمابور	-	-	۷
جناب محمد یوسف صاحب اورسیر جلیسر	-	-	۱۷
بذریعه جناب عبد العزیز صاحب اورسیر لوئیلم	-	-	۵
جناب منشي نور محمد صاحب ٹھیکه دار	-	-	۲۰
جناب غلام دبدر خانصاحب	-	-	۵
جناب بابو ایسر دام صاحب	-	-	۵

	پائی	آنه	روپیه
بذریعه جناب سید قطب الدین صکنر - هسوا - گیا	-	۱۰	۳۸
(به تفصیل ذیل)			
بزرگان موضع هسوا ضلع گیا		۴	۲۶
” بهبنور ”	۹	-	۷
” پالي خورد ”	-	۲	۳
” منکهرلي ”	۳	۳	۲

	پائی	آنه	روپیه
بذریعه جناب ابو طاهر محمد ظاهر حق صاحب بهار - پٹنه			
(به تفصیل ذیل)			
بزرگان موضع کوسي ضلع گیا	-	-	۷۲
” گردر هزاري باغ	-	-	۲۵
ایک بزرگ جنکا نام ظاهر کرنے کي اجازت نہیں	-	-	۳
ایک بزرگ از کید گنج - اله باد	-	-	۱

	پائی	آنه	روپیه
بذریعه جناب احمد سعید صاحب افضل گڈه - بجنور	-	۴	۵۹
(به تفصیل ذیل)			
امام بخش مستري قصاب مانیا والا	-	-	۱
مظہر الله بکراري والا	-	-	۱
منشي حبیب الله	-	-	۱
حکیم مولا	-	۸	-
حبیب الله ولد محمد بخش	-	۴	-
علي محمد ولد الهي بخش	-	۸	-
ننهے ولد خدا بخش	-	۴	-
رفیقي حجام	-	۴	-
خدا بخش قصاب	-	٦	-
نبو رنگساز	۳	۸	-
رحمت الله ولد الهي بخش	-	-	۲۳
بشیر احمد میکهور	-	-	۱
آصف آباد	-	۴	۱
احمد سعید صاحب	-	-	۲۰
ننهے ولد ایزد بخش	-	۸	-
مولا بخش رنگساز	-	۲	-
عبد الرزاق مبوده	-	۸	-
محبوب علي	-	۴	-
مولا بخش ندان	-	۸	-
حجو نداف	-	۲	-
کالو نداف	-	۲	-
کریم بخش نداف	-	۲	-